بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۱ر جون ۲۰۰۴ء بمطابق ۲ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ بروز سوموار بوقت شام پانچ بجکر چالیس منٹ پر زیرِ صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الۡاَرۡضِ ج وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ O یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ O کَبُرَ مَقۡتاً عِنۡدَاللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ O

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ ط

(سورۃالصف آیت نمبر ۱ تا ۳)

ترجمہ: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم کیوں کہتے ہو؟ وہ جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ بات ہے۔ کہ تم کہوں جو تم کرتے نہیں۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شفیق احمد خان: جناب والا! سہروردی جنہیں قتل کیا گیا ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: او کے، مولانا صاحب! دعائے مغفرت کریں۔ (دعائے مغفرت کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت اسپیکر صاحب نے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو اجلاس کے لئے الالترتیب صدر نشین مقرر کیا ہے۔

۱۔ سردار ثناء اللہ زہری ۲۔ میر جان محمد جمالی

۳۔ عبدالرحیم زیارتوال ۴۔ محترمہ ثمینہ سعید صاحبہ

جناب اسپیکر: (وقفہ سوالات) جناب عبدالحمید اچکزئی صاحب اپنا سوال دریافت کریں۔

☆۳۶۱ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ توبہ اچکزئی میں ۴۶ کلومیٹر کی حدود میں پی ایچ ای کی کوئی واٹر سپلائی اسکیم نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ PSDP میں پی ایچ ای نے واٹر سپلائی کی مد میں ضلع قلعہ عبداللہ کیلئے ۱۵ملین روپے مختص کئے ہیں؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو توبہ اچکزئی کے ۴۶ کلومیٹر کی حدود میں واٹر سپلائی نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز کیا موجودہ PSDP میں مختص شدہ رقم متعلقہ ممبران کی سفارشات پر استعمال ہوگی۔ اگر نہیں تو صوبہ کے دیگر اضلاع کے برعکس ضلع قلعہ عبداللہ میں ایم پی ایز کو کوئی اسکیم نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): (الف) ہاں یہ درست ہے کہ توبہ اچکزئی میں تقریباً ۴۶ کلومیٹر کی حدود میں محکمہ پی ایچ ای کی کوئی واٹر سپلائی اسکیم نہیں ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے عوام نے کبھی رجوع نہیں کیا۔ مزید وہاں تمام آبادی کاریزات کے پانی سے فیض یاب ہے محکمہ ایریگیشن رمحکمہ ایگریکلچر کی جانب سے آبپاشی کیلئے جگہ جگہ واٹر سٹوریج ٹینک تیار کیئے ہیں وہاں کے عوام الناس کو پانی پینے کیلئے کبھی مشکلات پیش نہیں آئیں۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ موجودہ PSDP میں پی ایچ ای نے چمن ٹاؤن کی بحالی کیلئے تقریباً ۱۵ملین ضلع قلعہ عبداللہ کے لئے مختص کئے ہیں۔ جس کا کام تقریباً شروع ہونے والا ہے اور اس کے ٹینڈر ہو چکے ہیں جو کہ ۳۰ رجون ۲۰۰۵ء تک مکمل کیا جائے گا۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں ظاہر کیا گیا ہے کہ توبہ اچکزئی کی آبادی کنوئیں اور کاریزوں سے آبنوشی و آبپاشی کے لئے پانی لیتے ہیں۔ اور ۱۵ملین روپے PSDP پروگرام کے تحت صرف چمن شہر کی بڑھتی

ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے اور موجودہ اسکیم کی توسیع کیلئے منظو ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! مولانا عبدالباری صاحب میرے والد کے ساتھ دو مرتبہ اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں میں ان کی عزت کرتا ہوں مگر جو سوال میں نے کیا ہے اور جو مذاق کیا گیا ہے اسے آپ خود پڑھ کر دیکھ لیں اس میں میں نے ذکر کیا ہے کہ PSDP میں میرے حلقے میں کوئی اسکیم ہے بھی یا نہیں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے تو میں کیسے سپلیمنٹری کروں اور اس پر کیا بولوں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اصل میں جو سوال کیا گیا ہے کہ کیا یہ درست کہ توبہ اچکزئی میں ۴۶ کلومیٹر کی حدود میں پی ایچ ای کی کوئی واٹر سپلائی اسکیم نہیں ہے۔ واٹر سپلائی کا مقصد ہے پانی کی سپلائی توبہ اچکزئی میں اس حوالے سے نہیں زراعت اور آبپاشی کی کچھ اسکیمیں ہیں۔ وہاں پر پانی کے لئے ٹینک ہوتا ہے۔ اصل میں وہاں پر پانی نکالنے کے لئے بجلی چاہیے وہاں پر بجلی کا بھی مسئلہ ہے تو جناب! تفصیلی جواب دیا ہے۔ تفصیلی جواب میں تھوڑا بہت مذاق خواہ مخواہ ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ اپنے سوال کا وہ حصہ پڑھ کر بتائیں آپ کا سوال کیا ہے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ تو بری بات نہیں ہے مگر ایوان کا تقدس پامال ہوگا اگر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے سوال جو میں نے کیا ہے اس پر وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر ایریگیشن اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے واٹر ٹینک ہیں۔ یہ بتائیں کہ یہ سنگل ٹینک کہاں پر ہیں میں نے کہا کہ سوال کیا ہے اور انہوں نے کیسا جواب دیا ہے وہ کسی ایک جگہ کا نام لے لیں میں جو یہ پچاس کلومیٹر کا ذکر کیا ہے۔ آپ کسی ایک جگہ کا نام تو لے لیں کہ یہ کہاں پر ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! میں دو جگہ کا نام لیتا ہوں، ایک کا نام عیسیٰ ماندہ اور دوسرے کا نام ہے زیمل ماندہ جہاں پر آبپاشی کے لئے جگہ جگہ اسٹوریج اور واٹر ٹینک موجود ہے اگر ممبر موصوف کو پتہ نہیں تو میں visit کراؤں گا اور وہاں لے جاؤں گا۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے میرا حلقہ انتخاب ہے مجھے پتہ ہے وہاں پر

سارے میرے رشتہ دار بھی ہیں بات جناب! یہ ہے کہ یہ تالاب حیوانوں کے لئے بنائے ہیں یہ جواب دے رہے ہیں انسانوں کی واٹرسپلائی اسکیم کی جناب اسپیکر! جو وہ کہہ رہے ہیں۔ آپ سوال پڑھ لیں آپ کو پتہ چل جائے گا۔

جناب اسپیکر: سوال الف، ب اورج عبدالمجید اچکزئی صاحب۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ جو کہہ رہے ہیں اور جس کا انہوں نے جواب دیا ہے اس کا وجود ہی نہیں ہے ایک ٹینک بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ نے کیا سوال کیا ہے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! آپ دیکھ لیں تو بہ اچکزئی میں ۴۶ کلومیٹر کی حدود میں پی ایچ ای کی کوئی سپلائی اسکیم نہیں ہے انہوں نے کیا جواب دیا ہے عوام الناس کو پانی پینے کے کئے کبھی مشکلات پیش نہیں آئی ہیں یہ کیا ہے ۸۰ فیصد لوگ حلقہ انتخاب میں ایک بھی واٹر سپلائی اسکیم نہیں ہے۔ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لوگ ٹینک سے پانی پیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا عبدالباری صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر صاحب! ایک چیز موجود ہے شاید موصوف کے علم میں نہیں ہے وہ اپنے علم کے حوالے سے بات کرتے ہیں میں نے اس کے باوجود اس حوالے سے بات کردی کہ ٹینک موجود ہیں اور میں نے دو ٹینک وہاں لگائی ہے جہاں تک یہ کہہ رہے ہیں میں نہیں جانتا ہوں گزشتہ عرصہ میں انکے حلقہ انتخاب چمن کے علاقہ میں کوئی اسکیم اس وجہ سے نہیں دی ہے کہ وہاں سے پانی جو سپلائی ہوتا ہے، کاریز سے ہوتا ہے یا چشمہ سے ہوتا ہے ہر علاقے میں پانی کا اپنا Source ہوتا ہے جہاں پانی کا source ہیں۔ جسے ہمارے پشین میں چمن میں گلستان میں پانی کا سورس چشمہ کاریز ہوتا ہے۔ ہ چمن وہ علاقہ ہے جس میں پانی کا Source چشمہ کاریز ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! چمن کی بات نہیں کرر ہا ہوں میں تو بہ اچکزئی کی بات کرر ہا ہوں۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ مولانا عبدالباری صاحب! واٹر سپلائی کا مقصد ہی ہے کہ پانی پہنچایا جائے چاہئے چشمہ سے ہو یا کاریز سے اب وہ پوچھ رہے ہیں کہ واٹر سپلائی کا سلسلہ اس

علاقے کے لئے نہیں تو بہ اچکزئی کے لئے محکمہ کی طرف سے کوئی اسکیم آپ نے دی ہے یا نہیں کیونکہ PSDP تو وہ لوگ بناتے ہیں لیکن ڈیپارٹمنٹ کا بھی اپنا فرض بنتا ہے وہاں پر پی ایچ ای کی کوئی اسکیم موجود نہیں ہے اس کا بھی واضح جواب میں بتلایا گیا ہے کہ اس کے لئے کسی نے ڈیمانڈ نہیں کی ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! میں کیا کہہ رہا ہوں مولانا صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ ایک ٹینک ہے میں ۴۰، ۵۰ کلومیٹر کی بات کرر ہا ہوں ایک لاکھ کی آبادی کی بات کرر ہا ہوں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ کسی نے کوئی ڈیمانڈ نہیں کی ہے ہم آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ PSDP میں اس علاقے کے لئے کچھ رکھا ہے یا نہیں؟ آپ اس کا جواب دے دیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! پی ایچ ای کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ ممبر صاحب اس کے لئے اسکیموں کی تجویز دیتا ہے ڈیمانڈ کرتا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! محکمہ کا کیا رولز ہیں؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): اگر متعلقہ ممبر صاحب نے اس جگہ کے لئے واٹر سپلائی کی ڈیمانڈ دی ہے گزشتہ پی ایچ ای میں آئندہ پی ایچ ای میں ـــــ

عبدالمجید خان اچکزئی: as a member پی ایچ ای PSDP میں ہمیں کوئی واٹر سپلائی اسکیم نہیں دی ہے۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب! آپ میری طرف مخاطب ہوکر بات کریں direct بات نہ کریں۔ مولانا عبدالباری صاحب P S D P میں ممبر صاحب کا کوئی رول نہیں ہے اور ڈیپارٹمنٹ اپنا PSDP بھی بناتا ہے آپ نے اس کے لئے کچھ رکھا ہے یا نہیں؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر صاحب! اصل میں یہ پورے ڈسٹرکٹ کے لئے بنایا ہے گزشتہ PSDP چمن شہر کے لئے کوئی ۱۵ اسکیمیں مکمل ہوگئیں کچھ پر کام جاری ہے۔ پی ایچ ای بنتا ہے district wise ان کے حلقے میں بھی کافی واٹر سپلائی اسکیمیں چل رہی ہیں۔ البتہ چمن ایک ایسی جگہ ہے کہ وہ ٹریڈنگ کا بھی مسئلہ ہے جہاں بجلی نہیں ہوتی ہے وہاں ہماری اسکیمیں نہیں چلتی ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! بات تو توبہ اچکزئی کی ہورہی ہے چمن کی نہیں ہورہی ہے۔ یہ

۸۰کلومیٹر چمن سے دور کا ایریا ہے۔مولانا صاحب!اس بارے میں جواب دیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جوآپ نے واٹر ٹینک کا اس کا کوئی وجود بھی نہیں اس کا پتہ ہونا چاہیے واٹر ٹینک وہاں نہیں ہے جوآپ نے جواب دیا ہے میں نے پوچھا ہے کہ PSDP میں جو ہمارے دور میں گزر رہی ہے۔ہمارے حلقہ انتخاب میں کوئی ایک اسکیم اس میں رکھی ہے یا نہیں رکھی؟

مولانا عبدالباری(وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہ ایک مشکل سوال ہے PSDP کا یہ محکمہ P&D سے پوچھنا چاہیے۔ میں جناب !ممبر صاحب کومشورہ دیتا ہوں میرے خیال میں یہاں پر PSDP کا حوالہ دیا گیاPSDP ڈسٹرکٹ وائز بنتا ہے۔حلقوں کی بنیاد پرنہیں بنتا ہےاس کے حلقہ چمن ڈسٹرکٹ مین گزشتہ سال با قاعدہPSDP میں اسکیم دی ہے۔تین ٹیوب ویل دیئے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر!میں چمن کی بات نہیں کرتا ہوں توبہ اچکزئی۱۰۰کلومیٹر چمن سے دور ہے۔

مولانا عبدالباری(وزیرپی ایچ ای): جناب والا!بجائے اسکے کہ وہ اپنے حلقے کی بات کریں اپنے ضلع کی بات کریں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا میرے اپنے ضلع کے حوالے سے بھی سوال ہے چمن شہر کے حوالے سے بھی جناب اسپیکر میں ان سے سپلیمنٹری سوال کروں گا کہ وزیر صاحب ہمیں یہ بتائیں میرے سوال کے جزو(الف وب اور ج)اس پر میں تین سپلیمنٹریاں کرونگا۔جناب اسپیکر! ہمیں یہ بتائیں کہ توبہ اچکزئی کی ایک لاکھ آبادی کے لئے انکے محکمے نے کیا کیا ہے۔مطلب آنے والے گزرے ہوئے۔

جناب اسپیکر: یہ تو فرمائیںquestion کیا ہے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا!یہ میری سپلیمنٹری ہے۔

جناب اسپیکر: جزو (الف) میں سوال کہ یہ دروست ہے کہ توبہ اچکزئی میں ۴۶کلومیٹر کی حدود میں پی ایچ ای کی کوئی واٹر اسکیم نہیں ہے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب!اس بارے میں میری پہلی سپلیمنٹری ہے الف جزو کی انکے ڈیپارٹمنٹ نے اس بارے میں پی ایچ ای میں کیا رکھا ہے کوئی چیز ہے یا نہیں؟

جناب اسپیکر: جی مولانا عبدالباری صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اصل میں ہمارا جو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ انکے حلقے میں ان کا آدھا حلقہ آتا ہے چمن کے علاقہ میں وہاں P&D نے کوئی واٹر اسکیم گزشتہ عرصہ میں نہیں دی ہے اور آئندہ پی ایچ ای منسٹر گورنمنٹ اور متعلقہ ممبر کے درمیان میں کوئی راز ہوگا کہ وہ اپنے بلوچستان کے لئے اپنے حلقہ کے لئے کوئی تجویز اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بھی دیئے جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ میں پرانے دور میں ایک پروگرام چل رہا تھا جو مجھے یاد آ گیا ''کور پروگرام'' اریگیشن کے حوالے سے یہ پروگرام دوسرے اضلاع میں نہیں تھے پشین میں کوئٹہ میں، ژوب میں کور پروگرام نہیں چلتا تھا اسی وجہ سے ہمارے محکمہ نے انکا جو حلقہ انتخاب ہے چمن میں کوئی تجویز دی ہے شاید P&D نے منظور نہیں کی ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میرا حلقہ انتخاب سے واقف ہیں جس میں ایک لاکھ آبادی ہے اور ۸۰ فیصد حلقہ میرا بنتا ہے میں اس حلقہ کی بات کر رہا ہوں وہ چمن کی بات کر رہے ہیں question جو میں نے کیا ہے یہ ۲۰ دن پہلے کا ہے۔ PSDP ابھی بن رہی ہے انکے محکمہ نے اس کے لئے کیا کیا ہے صاف بتا دیں کہ انکے محکمے نے کچھ دیا ہے کچھ رکھا ہے یا نہیں رکھا ہے؟

جناب اسپیکر: آپ سوال اس قسم کا کریں PSDP کا لفظ چھوڑ دیں آئندہ آپکے محکمے نے اس ایریا کے لئے واٹر سپلائی کا کوئی منصوبہ تجویز کیا ہے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب والا! یہی سمجھیں کہ یہ اس کا جواب دے دیں میں پھر دوسری سپلیمنٹری کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ دوسری سپلیمنٹری کریں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): من چہ می گویم تنبورہ چہ می گوئی جناب اسپیکر! ہم ایک دوسرے کو سمجھتے نہیں ہیں انہوں نے سوال کیا موجودہ پی ایس ڈی پی کا۔ موجودہ پی ایس ڈی پی کا جو نام ہے یہ ۲۰۰۴ء یا ۲۰۰۵ء کی بات کر رہا ہے ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء کی بات کر رہا ہے ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء میں تو تو بہ اچکزئی کے لئے پی ایس ڈی پی میں کوئی اسکیم نہیں ہے وہ تو آپ کو پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: آنے والی پی ایس ڈی پی میں؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): آنے والی کا نہ مجھے پتہ ہے نہ آپ کو ہے اور آئندہ کا میں نہیں بتا سکتا ہوں یہ اللہ اور رسول کے درمیان راز ہوتا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں یہ کیا کہہ رہے ہیں یہ اس بات کو مذاق سمجھ رہے ہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک لاکھ کی آبادی پینے کے پانی کی سہولت سے محروم ہیں اور وہ مذاق کر رہے ہیں مطلب ہے کمال ہے یہ اسمبلی ہے۔

جناب اسپیکر: دوسرا ضمنی سوال؟

عبدالرحیم زیارتوال: بنیادی طور پر یہاں یہ سوال بنتا ہے یہ خدا اور رسول پر ان باتوں کو نہ چھوڑیں ان کی اور جگہیں جن کے لئے ہم کہتے ہیں وہ عبادت ہوا کرتا ہے بات یہ ہے کہ اس سال موجودہ جو آنے والا بجٹ ہے اس کے لئے ان کے لئے ڈیپارٹمنٹ سے کوئی اسکیم تجویز کی گئی ہے اتنی آبادی کے لئے خدا جانتا ہے میں جانتا ہوں۔ یہ سوال ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہ معقول سوال اور تجویز بھی ہے سوال یہ ہے کہ آئندہ پی ایس ڈی پی میں اس کے لئے تجویز دی ہے؟

جناب اسپیکر: او کے ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: اس میں میری دوسری ضمنی یہ بنتی ہے جناب اسپیکر! مولانا صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ چمن کی کتنی فیصد آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت میسر ہے اس کا تناسب بتا دے اور یہ بھی بتا دے کہ چمن میں جو پچاس فیصد سے زیادہ واٹر سپلائی کی اسکیمیں ہیں ان پر لوگوں کا قبضہ ہے۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب! آپ کی یہ بات میں سمجھا نہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: یہ جناب! میری سپلیمنٹری ہے۔

جناب اسپیکر: الف جز و کی یا ب جز و کی؟

عبدالمجید خان اچکزئی: الف ب اور ج جز و آپ پڑھ لیں اس کی ہے۔

جناب اسپیکر: اس میں ہے کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ پی ایس ڈی پی میں پی ایچ ای نے واٹر سپلائی کی

مد میں قلعہ عبداللہ کے لئے پندرہ ملین روپے مختص کئے ہیں اور اس میں اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ پی ایس ڈی پی میں پی ایچ ای میں چمن ٹاؤن کی آبادی کے لئے تقریباً پندرہ ملین قلعہ عبداللہ کے لئے مختص کئے ہیں اور اس کا کام تقریباً شروع ہونے والا ہے اور ٹینڈر ہو چکے ہیں اور کام ۲۰۰۵ء تک مکمل ہو جائے گا اس میں واٹر سپلائی اسکمیں چمن کے لئے کتنی فی صد آبادی کو ابھی تک cover کر رہی ہیں؟

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اس میں آبادی اور مردم شماری کا دوسرے محکمے سے پوچھتا ہوں کہ کتنی آبادی ہے کتنی مردم شماری ہے اور کتنے لوگ پیاسے ہیں۔ کتنے لوگوں کو ہم پانی دے رہے ہیں۔ کن کا قبضہ ہے اس کی پوری لسٹ میں بنا کر اسمبلی میں پیش کر رہا ہوں جناب اسپیکر! میں معزز ممبر کی تسلی کے لئے بتاؤں گا کہ چمن بھی ضلع ہے قلعہ عبداللہ کا حصہ ہے وہاں پر دو ٹیوب ویل مکمل ہو گئے ہیں اور تیسرے پر ڈرلنگ جاری ہے وہ تین مکمل ہو جائیں گے باقی جہاں پر فیصد کی بات ہے رحیم زیارتوال صاحب نے سوال کیا ہے وہ آگے آ رہا ہے اور سوال میں فیصد کا جواب آ رہا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! یہ سوال نہیں ہے اور اس وقت مولانا صاحب مذاق کے موڈ میں ہیں میں نے جناب اسپیکر! اس میں یہ پوچھا ہے کہ چمن کی آبادی اس وقت بہت زیادہ ہے وہاں پر واٹر سپلائی کی اسکیموں کا مسئلہ ہے ہمارے اپنے اندازے سے کیونکہ ہمارا اپنا ضلع بھی ہے مطلب ابھی بھی پچاس فیصد لوگوں کو چمن شہر میں بھی پانی نہیں مل رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کسی اور دل کی بات کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! جو بھی گورنمنٹ واٹر سپلائی کی اسکیم پاس کرتی ہے ساتھ لکھ دیتی ہے پی سی ون اسٹیٹمنٹ میں کہ اس سے اتنی آبادی مستفید ہوگی تو سیدھا سوال جناب مولانا صاحب سے کیا گیا ہے مولانا صاحب یہ بتلائیں کہ جو آپ واٹر سپلائی مکمل کر رہے ہیں اس سے کتنی آبادی مستفید ہوگی؟ مجھے پاپولیشن کا پتہ نہیں بات یہ ہے کہ پی سی ون اسٹیمنٹ میں یہ سب کچھ جناب اسپیکر! لکھا جاتا ہے اور اس کو پاس کرتے وقت یہ چیز کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ اتنا خرچہ کر رہے ہیں اور اس سے کتنے لوگ مستفید

ہو رہے ہیں۔ان کو پانی مل جائے گا۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جی جناب اسپیکر! رحیم زیارتوال صاحب جیسے وہ اپنے ضمنی سوال کر رہے ہیں تو اس کے آگے اپنا ایک مستقل سوال آرہا ہے تو اس سوال کے جواب میں میں نے فیصد کا بھی بتا یا ہے کتنی آبادی کو پانی مل رہا ہے اس کا جواب آگے آرہا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! میں نے سوال یہ کیا ہے کہ چمن کی خوش قسمتی یہ ہے بھی ہے کہ ہمارے ہیلتھ منسٹر اور پی ایچ ای کے منسٹر جو ہیں ان کا چمن شہر سے انتخاب ہوا ہے یہ بتائے کہ ہمارے چمن شہر میں کتنی فیصد آبادی کو پانی مل رہا ہے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): ۸۰ فیصد کو۔آپ چیک کریں مذاق کیوں ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: ہم ۲۰ فیصد کی بات کر رہے ہیں وہ ۸۰ فیصد کی بات کر رہے ہیں۔ مذاق ہے اگر مذاق میں کہا ہے تو ٹھیک ورنہ یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: او کے اگلا سوال ۳۶۲ دریافت فرمائیں۔

☆۳۶۲ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ انتخاب پی بی ۔۱۳ میں کلی حاجی عبدالرحمٰن اور کلی مونگلزئی کی واٹرسپلائی اسکیمیں عرصہ گزشتہ دس سالوں سے معطلی کا شکار ہیں جب کہ ان کلیوں کے باشندے پینے کے پانی کو ترس رہے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسکیموں کو اتنے طویل عرصہ کیلئے معطل رکھنے کی کیا وجوہات ہیں۔کیا حکومت ان اسکیموں کو عوامی مفاد میں فوری طور پر بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے نیز حلقہ پی بی ۔۱۳ میں موجودہ واٹرسپلائی اسکیموں میں سے کتنی اسکیموں میں سٹوریج واٹر ٹینک موجود ہیں؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): (الف) ہاں یہ درست ہے کہ حلقہ انتخاب پی بی ۔۱۳ میں کلی حاجی عبدالرحمٰن وکلی مونگلزئی کی اسکیمات عرصہ دراز سے معطلی کا شکار ہیں کیونکہ اس علاقے میں عرصہ دراز سے

خشک سالی کی وجہ سے پانی کی سطح بہت گر چکی ہے اور واٹر سپلائی اسکیمات کے پانی کا اخراج بہت کم ہو گیا ہے۔

(ب) ان اسکیمات کے لئے نئے ٹیوب ویل تجویز کئے گئے ہیں جو نہی حکومت کی طرف سے منظوری ہوئی اور فنڈ زمہیا کئے گئے تو نئے ٹیوب ویل لگائے جائینگے اور علاقے کے لوگ پانی پینے کیلئے فیض یاب ہو سکیں گے۔ البتہ حلقہ پی بی ۔۱۳ میں موجود واٹر اسکیمیں گلستان، عنایت اللہ کاریز، کلی بسم اللہ اور حبیب زئی وغیرہ میں پینے کی سہولیات موجود ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! وہاں کلی عبدالرحمٰن ہے اور وہ کلی عبدالرحمٰن زئی پڑھ رہا ہے وہ جواب خود غلط پڑھ رہا ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب! وہاں ہر کلی کے ساتھ زئی اور خیل خوامخواہ ہوتا ہے اصل نام عبدالرحمٰن ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی سپلمینٹری کریں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! وہ یہ بتائیں کہ یہ جو دو واٹر سپلائی اسکیمیں ہیں اور جو دس سال سے بند ہیں یہ کبھی شروع ہوئی بھی تھیں یا نہیں اور ان پر کتنے پیسے خرچ ہوئے اور آئندہ کتنے پیسے خرچ ہونگے یہ تو بتا دے یہ اسکیمیں سٹارٹ ہوئی ہیں یا نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ خشک ہو گئی ہیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! میں ممبر صاحب کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ کم از کم اپنے حلقے کا دورہ کرے کہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ اسکیمیں سٹارٹ ہوئی ہیں یا نہیں میری معلومات کے مطابق یہ ہے کہ ہمارے حافظ صاحب جو ہمارے سابقہ منسٹر پی ایچ ای ہیں اس نے اس اسکیم ٹیوب ویل کے لئے پیسہ دیا تھا یہ سٹارٹ ہوا ہے کلی حاجی عبدالرحمٰن کا۔ اور جو وہ دسرا بتا رہا ہے اس کے لئے ہماری دوسری اسکیم بنی ہے اور پی سی ون بنا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! کلی عبدالرحمٰن میں بجلی نہیں ہے ٹرنسفارمر نہیں ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ شروع ہوا ہے آپ اندازہ لگائیں کس مد میں پیسے دیئے تھے اور کہاں دئے تھے؟ یہ واٹرسپلائی شروع ہی نہیں ہوئی ہے آپ کہتے ہیں کہ چلا ہے پھر سوکھ گیا ہے نہ سیکرٹری صاحبان سے پوچھتے ہیں نہ کوئی تیاری کر کے آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی اسکیم ہے جو بند ہے تو اس کے لئے ہوم ورک مکمل کیا ہے پی سی ون منظور ہوا ہے اور کلی عبدالرحمٰن کو آئندہ اس پروگرام میں شامل کریں گے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس میں اگر مناسب سمجھیں مولانا صاحب! اور میرے ساتھ ان دونوں کلیوں میں چلے جائیں ان کو میں بتادیتا ہوں کہ واقعی یہ سٹارٹ ہوا تھا یہ نہیں ہوا تھا اور میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال کے جواب میں انہوں نے آخر میں دیا ہوا ہے کہ گلستان میں کلی عنایت اللہ کاریز، بسم اللہ اور حبیب زئی کا ذکر کیا تھا اور ان تینوں کلیوں میں واٹرسپلائی کی صورتحال کیا ہے کوئی بھی نہیں ہے انہوں نے ذکر بھی نہیں کیا ہے ان کلیوں میں کہاں ہے کہ واٹرسپلائی اسکمیں نہیں ہیں ان کی معلومات اتنی کمزور ہیں۔

جناب اسپیکر: جی آج کہہ رہے ہیں کہ ان کلیوں میں واٹرسپلائی اسکیمیں نہیں ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! اس نام سے کوئی واٹرسپلائی اسکیم نہیں ہے یہ گلستان کا جو انہوں نے ذکر کیا ہے یہ چھ سات سال ہو گئے ہیں یہ خشک ہو گیا ہے اور بسم اللہ حبیب زئی کا جو انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے بارے میں میں نے یہاں سوال کیا تھا اور انہوں نے اس کے نیچے لکھ دیا ہے اور یہ عنایت اللہ کاریز میں واٹرسپلائی اسکیم ابھی شروع ہوئی ہے کوئی دو مہینے ہوئے اور وہ بھی خشک ہوا ہے تو یہ جو معلومات محکمے والے ان کو دیتے ہیں صحیح دیں اور مہربانی کر کے وہ خود اس کو پڑھا کریں اور دیکھا کریں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں یا وہ کیا اس اسمبلی میں دکھانا چاہتے ہیں تو ان تینوں اسکیموں کے بارے میں کوئی چیز نہیں ہے اور اس کا وجود ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا باری صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہ ممبر صاحب کی اپنی معلومات ہیں ایک اسکیم کا وجود ہے اور دوسرا اسکا اپنا ذہنی علم اور گمان ہے شاید وہ اپنے گمان کی بات کر رہے ہیں کہ نہیں ہے محکمے کی جو معلومات ہیں اور ہمارے لوگوں کی جو معلومات ہیں کہ اسکیمیں موجود ہیں بسم اللہ میں ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! یہ جوانہوں نے بسم اللہ کا ذکر کیا ہے یہ میرا حلقہ بھی نہیں ہے نہ اس بارے میں میں نے سوال کیا نہ اس کا ذکر کیا ہے یہ نسیم ترینائی کا ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے بس رحیم صاحب اب اس پہ زیادہ ہوا تین سپلیمنٹری complete ہوئی next question۔

☆۳۶۳ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع قلعہ عبداللہ میں کل فنکشنل اور معطل واٹر سپلائی اسکیموں کی تعداد کسقدر ہے کلی وار تفصیل دی جائے۔ نیز چمن شہر اور اطراف میں کل واٹر سپلائی اسکیموں کی تعداد اور ان اسکیموں میں کتنی اسکیم فنکشنل اور کتنی کلیاں واٹر سپلائی اسکیموں سے محروم ہیں تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چمن شہر کے اطراف میں بڑھتی ہوئی آبادی کیلئے موجودہ واٹر سپلائی اسکیمیں ناکافی ہیں؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر چمن شہر اور اطراف میں نئی اسکیم دینے پر غور کریگی اگر نہیں تو وجہ بتلائی۔ نیز اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ اسکیمیں کب تک دی جائینگی تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): (الف) (i) ضلع قلعہ عبداللہ میں فنکشنل اسکیمات کی کل تعداد ۱۰۷ ہے۔ محکمہ اور کمیونٹی دونوں ان اسکیمات کو چلا رہے ہیں۔

(ii) ضلع قلعہ عبداللہ میں کل معطل واٹر سپلائی اسکیمات ۸ ہیں نیز چمن شہر اور اطراف میں واٹر سپلائی اسکیمات کی تعداد ۱۷ ہے ان میں ۱۵ اسکیم فنکشنل اور ۲ معطل ہیں جنکے لئے مشینری کے ٹینڈر ہو چکے ہیں۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ چمن شہر کے اطراف میں بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے موجودہ واٹر سپلائی

اسکیمیں ناکافی ہیں۔

(ج) جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہونے کے پیش نظر حکومت اور محکمہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے PSDP کے تحت چمن ٹاؤن وگردنواح کے علاقے کے لئے تقریباً ۱۵ ملین مختص کئے جا چکے ہیں اوران کا ٹینڈر ہو چکا ہے۔ چمن شہر وگردنواح کی بحالی کے لئے ۳ نئے ٹیوب ویل نکالے جائینگے اور ۵۰ ہزار گیلن کے تقریباً تین سے چار نئے سٹوریج ٹینک بنائے جائینگے مزید تقریباً ۵۱ ہزار فٹ نئی پائپ لائنیں مختلف قطر کی بچھائی جائینگی جو ۳۰/جون ۲۰۰۵ء تک مکمل ہونگے اور چند واٹر سپلائی اسکیموں پر پرانی مشینری کی جگہ نئی مشینری نصب کی جائیں گی۔ علاوہ ازیں خشک سالی پروگرام کے تحت ضلع قلعہ عبداللہ میں تقریباً ۱۴ نئی اسکیمیں منظور ہو چکی ہیں جن میں ۷ اسکیمیں صرف چمن شہر وارد گرد کی کلیوں کے لئے ہیں جنکے ٹینڈر منظور ہو چکے ہیں اور کام شروع ہو چکا ہے جو کہ ۳۰/جون ۲۰۰۵ء تک مکمل ہونگے۔

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! یہ وہی questions تھے جن کے بارے میں پہلے ہم نے ذکر کیا تھا۔

جناب اسپیکر: no supplementary?۔

عبدالمجید خان اچکزئی: ایک منٹ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جناب عبدالرحیم صاحب! اگلا سوال نمبر دریافت کریں۔

☆۷۴۴ عبدالرحیم زیارتوال: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ میں کل کتنی واٹر سپلائی اسکیمز ہیں اوراس وقت کتنی کام کررہی ہیں۔ نیز خشک سالی کی وجہ سے صوبے کے کن کن اضلاع میں کتنی واٹر سپلائی اسکیمیں ناکام یا خشک ہو چکی ہیں ضلع وار تفصیل دی جائے؟

(ب) صوبہ میں ایسی واٹر سپلائی اسکیموں کی تعداد کسقدر ہے جو کسی بھی وجہ سے اس وقت فنکشنل نہیں ہیں۔ نیز کیا حکومت مذکورہ واٹر سپلائیوں کو فعال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ان واٹر سپلائیوں پر کل کتنی لاگت آئیگی واٹر سپلائی وار تفصیل دی جائے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): (الف) صوبے میں کل ۱۵۴۶ واٹر سپلائی اسکیمیں ہیں اور ان میں ۱۲۹۴ اسکیمیں کام کر رہی ہیں اور جن اضلاع میں خشک سالی کی وجہ سے کام نہیں کر رہی ہیں ان کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد فنکشنل اسکیم	تعداد نان فنکشنل اسکیم
-1	خاران	60	2
-2	چاغی	75	9
-3	پشین	96	28
-4	مستونگ	38	13
-5	پنجگور	48	-
-6	لورالائی	60	28
-7	بارکھان	31	19
-8	موسیٰ خیل	36	15
-9	کوئٹہ	75	28
-10	ڈیرہ بگٹی	46	1
-11	آواران	27	8
-12	لسبیلہ	42	8
-13	سبی	25	4
-14	کیچ	114	8
-15	گوادر	15	-
-16	قلعہ عبداللہ	107	8
-17	ژوب	90	30
-18	زیارت	13	9

-19	کوہلو	50	5
-20	خضدار	79	5
-21	قلعہ سیف اللہ	68	2
-22	کچھی	23	9
-23	نصیر آباد	28	3
-24	قلات	48	10

(ب) صوبے میں اس وقت نان فنکشنل واٹر سپلائی اسکیموں کی تعداد ۲۵۲ ہے۔ ان میں کچھ کمیونیٹی کے انکار کی وجہ سے بند ہیں۔ اور کئی اسکیموں کو فنکشنل بنانے کیلئے کوشش کی جارہی ہے۔ ان اسکیموں کو چلانے کیلئے تقریباً ۲۲۴.۰۰ ملین رقم کی ضرورت ہے۔ ضلع وار تفصیل درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد نان فنکشنل اسکیم
-1	خاران	2
-2	پشین	28
-3	مستونگ	13
-4	پنجگور	-
-5	لورالائی رموسیٰ خیل ربارکھان	62
-6	کوئٹہ	28
-7	ڈیرہ بگٹی	1
-8	لسبیلہ	8
-9	سبی	4
-10	کیچ	8
-11	قلعہ عبداللہ	8
-12	ژوب	30

13۔	زیارت	9
14۔	کوہلو	5
15۔	خضدار	5
16۔	قلعہ سیف اللہ	2
17۔	کچھی	9
18۔	نصیر آباد	3
19۔	قلات	10
20۔	چاغی	9
21۔	گوادر	-
22۔	آواران	8

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری؟

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! اسمیں میری سپلیمنٹری یہ ہے کہ میری معلومات کے مطابق اس وقت صوبے میں تقریباً ۱۳۸۰ اسکیمیں ایسی ہیں جو dead ہیں جو مکمل نہیں ہوئی ہیں کسی وجہ سے۔ گورنمنٹ کی اُن پہ پیسے خرچ ہوئے ہیں لیکن اُن سے لوگوں کو پانی نہیں مِل رہا ہے۔ اِنہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ ۲۵۲ ہیں figure میں فرق ہے جناب اسپیکر! یہ مجھے پتہ نہیں کہ فرق کیوں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! جو نان فنکشنل واٹر سپلائیاں ہیں اُسکی بنیادی وجوہات میں ضلع وار اُن سے مانگ رہا ہوں شاید وہ اِسکی استطاعت نہ رکھتے ہوں کہ ضلع وائز وہ مجھے دیدیں۔ کیا وجوہات ہیں کہ یہ بند پڑے ہوئے ہیں؟ پیسے بھی منظور ہوئے ہیں کام بھی ہوا ہے لیکن آج تک یہ فنکشنل نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا باری صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہ ایک اہم پیچیدہ اور صوبے کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے کہ جتنے بھی ہمارے ٹیوب ویل ہیں تقریباً دوسو باون یا بقول ممبر صاحب تین سو ہیں میرے خیال میں یہ چار سو پانچ سو تک بھی پہنچ سکتے ہیں کیونکہ روزانہ ہماری جو رپورٹ ہے مطلب ہر ڈسٹرکٹ میں تین چار

ٹیوب ویل جو ہیں خشک سالی کی وجہ سے قحط سالی کی وجہ سے fail ہو رہے ہیں وہاں پانی کی سطح نیچے جا رہی ہے۔اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہاں پہ جو واپڈا کا سسٹم ہے اور سوشل ایکشن پروگرام میں جو ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۲ء سے جو پروگرام چلا آ رہا ہے کہ کیمونٹی والے بل ادا کریں۔تو یہ بل کی نہ ادائیگی کی وجہ سے یہ جو اکثر ٹیوب ویل ہمارے بند ہو رہے ہیں۔تو ایک طرف تو خشک سالی ہے اور دوسری طرف جو بل اور چارجز کی ادائیگی ہے یہ دو main وجوہات ہیں جو ہماری اسکیمیں بند ہوتی جا رہی ہیں۔البتہ اسمبلی کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد پاس ہوئی تھی فلیٹ ریٹ کے بارے میں۔سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پہ ہماری جو پبلک ہیلتھ کی اسکیمیں ہیں وہ بھی فلیٹ ریٹ پہ منظور ہو جائیں تو اُسکے لئے کافی ہم نے home work کیا ہے اور اُسکی جو subsidy ہے اُسکو ہم نے تین حصوں پہ تقسیم کیا تھا ایک حصّہ پراونشل گورنمنٹ پہ ڈالا تھا اور دوسرا فیڈرل گورنمنٹ پہ اور تیسرا یہ تھا واپڈا والوں پہ۔اور اس فارمولے پہ جو میں نے خود بنایا تھا پرائم منسٹر اور پریزیڈنٹ آف پاکستان نے بھی آرڈر کیا ہوا ہے۔بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ہمارے واپڈا والے وہ وزیراعظم صاحب کا آرڈر بھی نہیں مانتے ہیں اور پریزیڈنٹ آف پاکستان کا آرڈر بھی نہیں مانتے ہیں۔تو اسکی سب سے اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں جو ادائیگی ہے وہ لوگ نہیں کر سکتے ہیں۔لوگ مفلس ہیں غریب ہیں قحط سالی کا شکار ہیں۔وہ ادائیگی نہیں کر سکتے ہیں تو یہ وجہ ہے۔البتہ یہ بند اسکیمیں ہیں اسکی جو موجودہ صورتحال ہے شاید پیپر میں جواب میں نہیں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اُسکے لئے ہم نے PC-I منظور کیا ہوا ہے اور phase-ii میں کوئی ۱۵۷ اسکیمات پہ جس کا ٹینڈر بھی ہو گیا ہے اور phase-iii میں جو ۱۵۱ اسکیمات جسکا تخمینہ بنتا ہے کوئی تیس کروڑ اُسکے لئے بھی یہاں کے چیف منسٹر صاحب سے اور پی اینڈ ڈی والوں سے بات ہوئی ہے ہم دونوں اس پر agree ہیں کہ اُسکو ہم چالو کریں گے۔تو انشاءاللہ کوئی اسکیم بند نہیں رہے گی آپ کے پورے صوبے میں۔تو ہر ڈسٹرکٹ کے حالات مختلف ہیں۔ابھی ہرنائی اور اُس علاقے میں جو ہمارے پانی کی صورتحال ہے وہ چشمے اور کاریزیں ہیں اور ہمارے علاقوں میں جو ٹیوب ویل ہیں اور چشموں اور کاریزوں کے لئے بھی میں نے پی اینڈ ڈی میں بلاک ایلوکیشن کے نام سے کوئی مد کی demand کی ہے تا کہ ہر ایک علاقے کا۔ابھی اُس علاقے کا جو ہے نہری علاقے کا پٹ فیڈر کینال ہے وہ اور ہمارے علاقوں کی ٹیوب ویلیں ہیں اور

اِنکے علاقوں میں جو اکثر چشمے اور کاریزیں ہیں تو source مختلف ہے پانی کا۔

جناب اسپیکر: ہو گیا جی۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! میرا جو بنیادی سوال ہیں وہ یہ ہے کہ جو پالیسی صوبائی حکومت نے بنائی ہے وہ ناکام ہو چکی ہے۔ اور اُسمیں community کی involvement کی جو بات کی گئی ہے کہ communities جو ہیں وہ اسکیمات کو چلائیں گی۔ اُس وجہ سے communities اُن اسکیمات کو نہیں چلا سکتیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پالیسی کو تبدیل کر کے گورنمنٹ اُسکو چلائے اور گورنمنٹ ہی لوگوں سے ٹیکس وصول کر کے یہ چل سکتی ہیں۔ بنیادی وجہ یہ جو آپ بات کر رہے ہیں جو اِنہوں نے دیا ہے یہ figure کوئی بھی ٹھیک نہیں ہے جناب اسپیکر! ہماری واٹر سپلائیاں واقعی نہیں چل رہی ہیں جیسا کہ منسٹر موصوف صاحب نے بتایا کچھ وجوہات تو اِنہوں نے بات کی لیکن main بنیادی وجہ یہ ہے کہ communities سے جن اسکیمات کو ہم چلا رہے ہیں وہ اُن سے چلائے نہیں جا سکتے ہیں یا وہ اُن کو چلا نہیں سکتے ہیں۔ تو اُسمیں گزارش میری یہ ہے کہ community کو بیچ میں سے نکال کے گورنمنٹ اپنی ملازموں سے۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ تو آپکی تجویز ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں عرض کر لوں ایک پوائنٹ ہے اور اس دفعہ ہم نے بیٹھ کے یہی decide کیا ہے کہ جو پرانے ٹیوب ویل نہیں چلتے ہیں اُن کو بحال کریں گے اور گورنمنٹ یہ خرچہ برداشت کرے گی۔ community پہ نہیں کر دی ہے۔ اور اُس مد میں پیسے بھی ہم نے رکھ لیئے ہیں اور ہر سال کیلئے رکھے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے اگلا سوال۔

شفیق احمد خان: جناب سائنس کالج کا بھی ہے اور اسکے علاوہ شہر کے main ٹیوب ویلز ہیں وہ تمام کے تمام اس وجہ سے بند پڑے ہیں کہ اُنہوں نے bills pay نہیں کیئے ہیں۔ اور لیبر کالونی کا بھی ٹیوب

ویل اسی وجہ سے اُنہوں نے کاٹا ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کم از کم شہر کے ٹیوب ویلوں کے لئے یہ ہونا چاہئے کہ اِسکو جاری کیا جائے اور کیونکہ آبادی کا تمام بوجھ کوئٹہ شہر پر ہے ہمارے پہلے بھی ٹیوب ویل خراب ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ یہ مسئلہ بیان کریں شفیق صاحب۔

شفیق احمد خان: جناب! اُس میں آٹھ ارب روپے کی بات آتی ہے۔ اُسمیں کم از کم تین سال لگیں گے چونکہ پانچ کروڑ روپے کا ایک ہی ٹھیکیدار کو ٹینڈر دیا ہے جو پائپ لائن بچھائے گا۔ جب تک وہ پائپ لائن بچھے گی تو اُسوقت تک پتہ نہیں کیا حشر ہوجائے گا۔ اسکے لئے گزارش ہے کہ وہ جو ٹیوب ویلز بند ہیں اُن کو فی الفور بحال کیئے جائیں کنکشنز بحال کیئے جائیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ پتہ نہیں آج موصوف نے کوئی کالی پٹی باندھی ہوئی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ اگر یہ احتجاج والی بات ہے تو ہم اِنکی مدد کر سکتے ہیں۔

شفیق احمد خان: چونکہ مسلم لیگ (ق) کے وقت میں یہ قتل ہوا ہے اُسکے احتجاج میں ہم نے یہ پٹی باندھی ہوئی ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! میری ایک سپلیمنٹری ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: نمبر ۸ پہ موسیٰ خیل لکھا ہوا ہے فنکشنل اسکیم اسمیں ۳۶ ہیں اور نان فنکشنل جو ہیں وہ ۱۵ ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ۲۱ اسکیموں کو فنکشنل show کیا گیا ہے بلکہ ہمارے حلقے میں ہماری معلومات ہیں صرف ۷ اسکیمیں فنکشنل ہیں ۱۳ فنکشنل نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب اسکی وضاحت کریں کہ ۱۳ کس کھاتے میں آ گئے کہ یہ فنکشنل ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اگر واقعی نان فنکشنل ۸ ہیں تو ۱۳ بھی ہو سکتے ہیں اگر خشک سالی نے لمبا سانس پکڑ بھی لیا تو ۱۳ بھی ہو سکتے ہیں ۱۵ بھی ہو سکتے ہیں ۲۰ ہو سکتے ہیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ موسیٰ خیل ڈسٹرکٹ مون سون کی رینج range میں ہے وہاں پہ اتنی بارش ہوتی ہے کہ آپ اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ پانی خدا نے ہمیں بہت دیا ہے پانی کی وجہ کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: او کے اگلا سوال جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

☆۴۴۸ عبدالرحیم زیارتوال: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
صوبہ کی کسقدر آبادی کو واٹر سپلائی کے ذریعے پینے کا صاف پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے۔ نیز بقیہ آبادی کو کب تک صاف پانی مہیا کیا جائے گا اور لاگت کی ضلع وار تفصیل سے بھی آگاہ کیا جائے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): صوبہ کی آبادی کو صاف پانی مہیا کرنے کی ضلع وار تفصیل ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	فیصد جتنی آبادی کو پانی مہیا ہے۔	فیصد جتنی آبادی کو پانی مہیا ہوگا۔	کب تک صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔	ضلع وار تخمینہ لاگت
۱	نصیر آباد	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۳۰۰.۰۰ ملین
۲	جعفر آباد	۵۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۵۰۰.۰۰ ملین
۳	قلات	۴۵ فیصد	۵۵ فیصد	۲۰۲۰	۸۰۰.۰۰ ملین
۴	قلعہ عبداللہ	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۷۰۰.۰۰ ملین
۵	ژوب	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۸۰۰ ملین
۶	زیارت	۴۰ فیصد	۶۰ فیصد	۲۰۲۰	۸۰۰ ملین
۷	کوہلو	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۸۰۰ ملین

۸	خضدار	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۸۰۰ ملین
۹	قلعہ سیف اللہ	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۷۰۰ ملین
۱۰	بولان	۵۰ فیصد	۵۰ فیصد	۲۰۲۰	۹۰۰ ملین
۱۱	جھل مگسی	۳۰ فیصد	۷۰ فیصد	۲۰۲۰	۹۰۰ ملین
۱۲	آواران	۳۰ فیصد	۷۰ فیصد	۲۰۲۰	۴۰۰ ملین
۱۳	گوادر	۷۰ فیصد	۳۰ فیصد	۲۰۱۰	۷۰۰ ملین
۱۴	کیچ	۵۰ فیصد	۵۰ فیصد	۲۰۱۵	۵۰۰ء۶۲ ملین
۱۵	سبی	۴۵ فیصد	۵۵ فیصد	۲۰۲۰	۰۵ء۶۱۹ ملین
۱۶	حب	۷۰ فیصد	۳۰ فیصد	۲۰۱۵	۲۰۰ ملین
۱۷	ڈیرہ بگٹی	۷۰ فیصد	۳۰ فیصد	۲۰۱۵	۳۰۰ ملین
۱۸	کوئٹہ	۴۵ فیصد	۵۵ فیصد	۲۰۲۰	۸۰۰ ملین
۱۹	لورالائی	۴۰ فیصد	۶۰ فیصد	۲۰۲۰	۹۰۰ ملین
۲۰	بارکھان	۳۰ فیصد	۷۰ فیصد	۲۰۲۰	۱۱۰۰ ملین
۲۱	موسیٰ خیل	۲۸ فیصد	۷۲ فیصد	۲۰۳۰	۱۵۰۰ ملین
۲۲	پنجگور	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۲۰۰ ملین
۲۳	مستونگ	۴۸ فیصد	۵۲ فیصد	۲۰۱۰	۸۰۰ ملین
۲۴	پشین	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۹۰۰ ملین
۲۵	خاران	۶۰ فیصد	۴۰ فیصد	۲۰۲۰	۱۵۰۰ ملین
۲۶	چاغی	۶۲ فیصد	۸۳ فیصد	۲۰۲۰	------

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری؟

عبدالرحیم زیارتوال: سپلیمنٹری جناب اسپیکر! اسمیں یہ ہے کہ جن جن اضلاع میں انہوں نے فیصد کی بات

کی ہے جتنے فیصد لوگوں کو پانی مِل رہا ہے اور جن جن اضلاع میں لوگوں کو پینے کا صاف پانی کم فیصد سے ہے جیسے یہاں لکھا ہوا ہے جھل مگسی میں تیس پرسنٹ آواران میں تیس پرسنٹ اور اسی طرح دوسرے جو اضلاع ہیں جن میں چالیس پرسنٹ اور اس سے کم جو پرسنٹ کے اضلاع ہیں ان اضلاع میں گورنمنٹ کو ترجیحی بنیادوں پر کام کرنا چاہیئے تاکہ وہاں پہ بھی دوسرے اضلاع میں جتنے لوگوں کو پانی مِل رہا ہے اُتنا پانی مل سکے۔اور دوسری بات اِنہوں نے یہ کہی ہے کہ یہ اسکیمات جن آبادیوں کو پانی نہیں مِل رہا ہے ۲۰۲۰ء تک ہم اِنکو مکمل کرلیں گے۔ ۲۰۲۰ء کی اِنہوں نے سب کے ساتھ بات کی ہے اب ۲۰۲۰ء تک پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر:</u> جی مولانا باری صاحب!

<u>مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای):</u> ہاں اسمیں فیصد اور آبادی کا بھی ذکر ہے اور مجید خان صاحب کا جو ضمنی سوال تھا آ گیا ہے جواب اُسکا۔ یہ فیصد اور مردم شماری اور آبادی اور وہ پورا۔

<u>عبدالمجید خان اچکزئی:</u> اسمیں پھر وہی بات آتی ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ قلعہ عبداللہ ضلع کو سات فیصد آبادی کو پانی مِل رہا ہے۔ یہ پھر۔۔۔۔۔۔

<u>مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای):</u> وہ چمن شہر کی میں بات کررہا تھا کہ سات فیصد۔۔۔۔

<u>عبدالمجید خان اچکزئی:</u> نہیں اس کوئیسچن کے حوالے سے جو آپ نے سات فیصد کا ذکر کیا ہے مطلب ہمارے ڈسٹرکٹ کو بیس فیصد کو بھی پانی نہیں مِل رہا ہے اور یہاں اُنہوں نے کہا ہے کہ سات فیصد کو۔

<u>جناب اسپیکر:</u> جی مولانا باری صاحب!

<u>مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای):</u> جناب اسپیکر! یہ جو لسٹ دی ہے یہ محکمہ نے آبادی اور فیصد کا جو ذکر کیا گیا ہے واقعی یہ حقیقت پہ مبنی ہے اور جو کمی ہے اور جس پہ مطلب سچائی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ۲۰۲۰ء تک ہم مکمل کریں گے۔لیکن بلوچستان کا جو رقبہ ہے یہاں پہ جو پائپ لائن بچھانے پر بہت خرچہ ہوتا ہے یہاں پر نہری نظام بھی نہیں ہے اُوپر سے بھی بارش نہیں ہے اور یہاں پہ ٹیوب ویلوں اور کاریزوں پہ قبضے کا مزاج بھی ہمارے لوگوں میں۔تو انشاء اللہ ۲۰۲۰ء تک ہم یہ کرلیں گے۔

<u>عبدالمجید خان اچکزئی:</u> جناب اسپیکر! یہ جو اُنہوں نے figure دیا ہوا ہے کہ اتنے فیصد آبادی کو پانی مہیا

ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے یہ سات فیصد کا کہہ رہا ہے وہ پائپ کی بات کر رہا ہے میرے خیال میں مولانا صاحب نے خود نہیں پڑھا ہے۔سات فیصد کا آپ نے ذکر کیا ہےاور اِدھر آپ دو ٹیوب ویلوں کی بات کر رہے ہیں ۔سات فیصد کو نہیں مِل رہا ہے بیس کو نہیں مِل رہا ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے اُسکو support بھی کر رہے ہیں اُلٹا۔

محمد نسیم تریالئی: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

عبدالمجید خان اچکزئی: ہمارے ڈسٹرکٹ کے ۸۰ فیصد لوگ گدھوں اور ہاتھ کی ریڑیوں سے پانی لاتے ہیں اور وزیر موصوف صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ زندہ کس طرح ہے۔یعنی کہ ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! اس مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہئے وزیر موصوف سے میری درخواست ہے۔کہ اس کو اس طرح بات نہیں کرنا چاہئے ہم اس ہاؤس کے سامنے جو بات کریں گے اور اس پر ہم قائم رہیں گے اور اس کو ثابت بھی کریں گے۔یہ بات آپ کو بھی معلوم ہے اور ہمیں بھی کہ ہماری عورتیں, مرد کتنے دور دور سے پانی لاتے ہیں ان کو سہولت دینے کی بات ہے۔جب موسم بہار میں بارش ہو جاتی ہے اس کا پانی سارا سال لوگ پیتے ہیں اس صوبے میں اس وقت بھی ۳۰ فیصد سے زیادہ آبادی اس بارش کے پانی کو سٹور کر کے جہاں انسان اور حیوان دونوں اس کو پیتے ہیں یہ جو figure دیا گیا ہے۔یہ حقیقت پر مبنی ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! ہمارے ہاں ۸۰ فیصد بیماریاں اس پانی کی وجہ سے ہیں۔اس وقت اگر جو پانی ہم استعمال کر رہے ہیں وہ صحت کے لئے مناسب نہیں ہمارے پبلک ہیلتھ کے محکمے کو بیرونی ممالک سے جو فنڈز دیئے جا رہے ہیں وہ یہاں کے لوگوں کی صحت کے خاطر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ بہت ساری واٹر سپلائی اسکیم بند پڑی ہیں اس سلسلے میں وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ وہ اس پر ایکشن لے تاکہ لوگوں کو جو بنیادی سہولت میسر ہو۔اگر کسی قوم کو پانی اور ہوا نہ ملیں اس کے لئے باقی کیا رہ گیا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ جا کر دیکھ لیں اگر یہ صحیح ثابت نہیں ہوا اس پر ہمارا چیلنج ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب یہ جو figure دیا گیا ہے اس کو آپ اپنے محکمے کے توسط سے چیک کروائیں

واقعی یہ صحیح ہے یا غلط؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ ہمارے پڑوس میں ہے۔ بلکہ میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اتنا بھی نہیں جتنا کہ ممبر موصوف نے بتایا اور شاید اتنا فیصد بھی نہیں جتنا کہ ہمارے محکمے نے show کیا ہے۔ میں جا کر خود اس کی تحقیقات کروں گا۔

میر جمعہ خان بگٹی: جناب اسپیکر! آٹھ دس واٹر سپلائی اسکیموں کے پانی بوتل میں بھر کر کے آپ کے حوالے کروں گا آپ اسے لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائیں تا کہ پتہ چلے کہ آیا یہ پانی پینے کے قابل بھی ہے یا نہیں؟ یہ صرف ہیپاٹائٹس بی ہے۔

جناب اسپیکر: ان میں کیا مٹی ہے؟

میر جمعہ خان بگٹی: جناب! ان میں گندے پانی میکس ہے اور یہ پینے کے قابل نہیں اور واٹر سپلائی کے شمار میں نہیں آتے۔

جناب اسپیکر: ہمارے ایم پی اے ہاسٹل کے پانی میں بھی مٹی آ رہی ہے اس میں کوئی ٹیکنیکل نقص ہوگا اگلا سوال سردار محمد اعظم موسیٰ خیل۔

☆۵۱۷ سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے MPA دس اسکیمات بابت سال ۲۰۰۲ء۔۲۰۰۳ء کے لئے بیس لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسکیمات پر عملدر آمد نہ ہونے کی وجہ سے تعطل کا شکار ہیں؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر عملدر آمد نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز ان پر کب تک عملدر آمد متوقع ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): (الف) یہ درست نہیں ہے کہ سال ۲۰۰۲ء۔۲۰۰۳ء کیلئے صوبائی سطح پر سردار محمد اعظم موسیٰ خیل کو MPA فنڈ کی مد میں ۲۰ لاکھ روپے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) کیونکہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو MPA فنڈ کی مد میں ۲۰ لاکھ روپے مختص نہیں کئے گئے تھے لہٰذا

اس مد میں کوئی اسکیم منظور نہیں کی گئی۔

(ج) البتہ حکومت کی پالیسی کے مطابق MPA فنڈ ز کی مد میں منظور شدہ رقم ضلعی حکومت کو جاری کی جاتی ہے اور ضلعی حکومت ہی MPA حضرات کی طرف سے تجویز کردہ اسکیموں کی منظوری اور ان پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: سردار صاحب کوئی ضمنی سوال؟

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل</u>: جناب اسپیکر! جو کچھ مولانا صاحب نے جواب میں لکھا ہے وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ جیسا کہ الف جز و میں لکھا ہے کہ یہ درست نہیں کہ سال ۲۰۰۲ء۔۲۰۰۳ء کے لئے صوبائی سطح پر سردار محمد اعظم موسیٰ خیل ایم پی اے کے فنڈ کی مد میں ۲۰ لاکھ روپے محکمہ پی ایچ ای کو مختص کئے گئے ہیں۔ ہم پوچھتے کیا اور وہ جواب دیتے کچھ اور ان کے اپنے محکمے کا چٹھی 55-451 مورخہ ۲/اپریل ۲۰۰۳ء کے تحت لکھی گئی ہے کہ ڈیرہ اسکیمات میں اپنی اسکیمات کی نشاندہی کرے۔ جس کے نتیجے میں میں نے دس اسکیمات کی نشاندہی کروائی۔

<u>جناب اسپیکر</u>: سردار صاحب! آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب کیا دیا گیا ہے؟

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل</u>: جناب اسپیکر! جواب تو غلط ہے اس میں کوئی صداقت نہیں مجھے لیٹر دیا گیا جیسا کہ میں نے سنایا کہ 14.00 million روپے کی اپنی اسکیمات کی نشاندہی کرائیں جس کے نتیجے میں میں نے دس اسکیمات کی نشاندہی کر کے محکمے کو ارسال کر دی۔ اس میں ہمارے آٹھ اسکیمات ہو گئی ہیں اور دو اسکیمات باقی رہتی ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ ہماری اسکیموں کو سینئر منسٹر نے ڈراپ کیا ہے۔ کیونکہ (BS) کی میٹنگ میں approve ہوئی تھیں۔

<u>جناب اسپیکر</u>: سردار صاحب! اندازے چھوڑ دے صحیح بات کریں۔

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل</u>: اندازہ یہی ہے کہ BS کی میٹنگ میں میری اسکیمات پاس ہوئیں۔ تو محکمے کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمے کی ذمہ داری ختم اور محکمہ (پی اینڈ ڈی) کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔ میری دو اسکیمات واٹر سپلائی کی۔ ایک دورگ 1.30 million اور دوسرا برج عمرانی 1.500million ان اسکیمات کے پیسے مجھے نہیں ملے محکمہ پی اینڈ میرا مقروض ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): سردار صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ ایم پی اے پروگرام کے حوالے سے۔ اس کا ضمنی سوال ڈیرہ/ڈیمرک کے بارے میں۔ جو کہ آپس میں ان کی مناسبت نہیں۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں آپ کو بار بار کہا کہ سوال پڑھیں آپ نے میری بات نہیں سنی۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): وہ ڈیرہ/ڈیمرک میں ہیں وہ ایم پی اے فنڈ میں نہیں آتے ہیں جب ہم ڈیپارٹمنٹ کو ایم پی اے فنڈ کا کہتے ہیں تو وہ صرف پانچ ملین جو ہوتے ہیں وہ تصور ہوتے ہیں ڈیپارٹمنٹ کا بھی جواب صحیح ہے اور وہ خود نفی کر رہے ہیں کلیئر ہے سر!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: پی ایس ڈی پی میں دیکھیں اس میں بھی یہ بات mention ہے۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! آپ ذرا اس کو سمجھائیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: میں اسکو explaine کرتا ہوں جناب اسپیکر! یہ وہ پیسے ہیں۔ drought کے حوالے سے ہمیں کہا گیا تھا پی ایچ ای کی جانب سے تمام ایم پی ایز کو کہ ہمیں اسکیمات دے دی جائیں پچاس لاکھ کس کو کتنے کس کو کتنے انہوں نے ان کو جو پیسے دیے ہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ fourteen ملین تو fourteen ملین کی انہوں نے اسکیمات کی نشاندہی کروائی ہے دس اسکیمات کی اوران سے پی سی ون statement بنوایا ہے اس کا آٹھ پر عمل درآمد ہوا ہے دو کا نہیں ہوا ہے اب اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوا ہے وزیر موصوف بتائیں؟

جناب اسپیکر: یہ صحیح ہے، یہاں پر جو سوال کیا ہے وہ ایم پی اے فنڈ کے حوالے سے کیا ہے لیکن وہ پھر غلط کیا ہے پھر فریش کیوسچن لے آئیں، جی اگلا سوال جناب محمد نسیم تریالئی صاحب!

☆۴۵۴ محمد نسیم تریالئی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کلی کاکا باز خان ضلع قلعہ عبداللہ کی واٹر سپلائی اسکیم کا کام کب شروع کیا گیا تھا اور اب تک مکمل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں حتمی طور پر کب تک مکمل ہونا متوقع ہے تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): واٹر سپلائی اسکیم کلی کاکا باز خان تحصیل قلعہ عبداللہ خوشحال پاکستان پروگرام حصہ دوئم کے تحت ۲ ملین روپے کی لاگت سے ضلعی حکومت نے منظوری دی اور یہ اسکیم اگست ۲۰۰۲ء سے شروع ہوئی اور ۳۰/جون ۲۰۰۳ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی۔ اسکیم کی منظوری کے بعد بورنگ کے

لئے جگہ متعین کرنے کے لئے علاقے کے معتبرین میں اتفاق نہیں ہو رہا تھا۔ جسکی وجہ سے کمیونٹی کمیٹی کے ممبران اور علاقے کے لوگوں کے جھگڑے کی صورت میں کافی عرصہ کام رُکا رہا۔ واپڈا کو ٹرانسفارمر اور کھمبوں کی مد میں ادائیگی کی جا چکی ہے۔ کوشش کی جائیگی کہ اسکیم کسی پروگرام کے ذریعے بحال ہو جائے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جواب لکھا ہے یہاں پیپر پر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! آپ ذرا please۔

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر! یہ مولانا صاحب بھی ہیں اور مذاق بھی کر رہے ہیں کم از کم مولانا کو تو مذاق نہیں کرنا چاہیے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب! یہ تصور جو اسمبلی اور پارلیمانی نظام کا حصہ ہے میں تصور کا مخالف ہوں اگر آپ لوگوں کا تصور ہے خواہ مخواہ تو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محمد نسیم تریالئی: جو پارلیمانی روایت ہے اس کے مطابق آپ نے جواب دینا ہوگا یہ روایت بھی ہمیں سکھانا چاہیے آپ خود پارلیمانی روایات۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب اس لفظ سے آپ کیوں الرجی ہیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): یہ تصور اور خیالات جو ہیں یہ دنیا میں تصور اور خیالات کو تباہ کیا ہے میں تصدیق کا قائل ہوں تصور کا قائل نہیں ہوں، تصور میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ابھی تریالئی صاحب اگر ہزار بار تصور کریں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آرڈر، آرڈر، آرڈر او کے جی پڑھ کے سنائیں، آپ سوال پڑھ لیں، جواب پڑھ کے سنائیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جواب پڑھ کر سنوایا۔

جناب اسپیکر: جی کوئی ضمنی؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): اور صورتحال جناب اسپیکر! یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: او کے مولانا باری صاحب! آپ نے جواب پڑھ لیا ہے ابھی ضمنی۔۔۔۔

محمد نسیم ترپالئی: جناب اسپیکر! اس میں انہوں نے جو کہا ہے کہ ۳۰/ جون ۲۰۰۳ء کو یہ اسکیم پایہ تکمیل تک پہنچی ہے پھر اسی جواب میں یہ کہہ رہا ہے کہ اس اسکیم کو کسی پروگرام کے ذریعے بحال کی جائیگی یہ خود متضاد ہے ایک دفعہ یہ کہتا ہے کہ یہ اسکیم مکمل طور پایہ تکمیل تک پہنچی ہے پھر کہتا ہے کہ اس کی بحالی کے لئے کسی اور پروگرام کا ہم نبدوبست کرینگے تاکہ یہ بحال ہوسکے ایک تو یہ غلطی ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر اس اسکیم پر جیسے ہمارے بلوچستان کی بدقسمتی ہے پہلے تو اسکیم نہیں ملتی ہے جب ہوتی ہے پھر جھگڑا ہوجاتا ہے یہاں پر تو جھگڑا ہوا تھا معتبرین کے درمیان پھر وہ کمیونٹی نے اس کے درمیان میں اتفاق بھی کرایا اور اس پر کام شروع ہے اور بجلی بھی لگ رہی ہے اس کی اور تین ہزار فٹ پائپ لائن مزید بچھانی ہے تو میرے خیال میں اس اسکیم میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو وہ مجھے بتادیں میں حل کراؤنگا۔

محمد نسیم ترپالئی: اس میں یہ غلط بیانی ہے کہ علاقے کے معتبرین اس پر متفق نہیں ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر صاحب! اس میں بنیادی مسئلہ یہ ہے مولانا صاحب جو جواب تحریر کرچکے ہیں وہ یہ ہے کہ ۳۰/ جون ۲۰۰۳ء کو یہ واٹر سپلائی پایہ تکمیل کو پہنچی اگست ۲۰۰۲ء کو یہ اسکیم شروع ہوئی پھر آگے کہتا ہے اس اسکیم کی منظوری کے بعد بورنگ کے لئے جگہ متعین کرنے کے لئے علاقے کے معتبرین میں اتفاق نہیں ہورہا تھا، اچھا تو اس کے بعد کیا کہتا ہے جس کی وجہ سے کمیونٹی، کمیٹی کے ممبران اور علاقے کے لوگوں کے جھگڑے کی صورت میں کافی عرصہ کام رکا رہا واپڈا کو ٹرانسفارمر اور کھمبوں کی مد میں آدائیگی کی جاچکی ہے کوشش کی جائیگی کہ اسکیم کسی پروگرام کے ذریعے بحال ہوجائے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا باری صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! یہ تو اس قسم کی باتیں لکھ کر متضاد۔۔۔۔۔۔۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب! اگر سوال جواب کا سلسلہ ہے تو سوال جواب میں، میں سب سے زیادہ ماہر ہوں اگر اسکیم کا مسئلہ ہے تو اسکیم کا مسئلہ حل ہے اسکیم بحال ہوگئی تین ہزار فٹ پائپ لائن منظور ہوگئی اس کا اور جھگڑا ابھی ختم ہوگیا تو یہاں سے جھگڑا ختم ہوگیا وہاں سے جھگڑا ختم نہیں ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! آرڈر، آرڈر، یہ جو آپ نے یہاں اپنے جواب میں دو مختلف قسم کے جواب دیئے ہوئے ہیں اس کو ذرا آپ خود پڑھ لیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اصل اسکیم پہلے بحال ہوئی تھی اور اس کی وضاحت جو میں نے کی ہے تین ہزار فٹ ابھی جو ہم نے ڈالا ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ جو ۲۰۰۳ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی ہے وہ اصل اسکیم ہے اور بعد میں جو جھگڑا چل رہا ہے وہ توسیع پروگرام ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): دو چیزیں ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے، بات سمجھ آ گئی۔

عبدالرحیم زیارتوال: تو جواب صحیح طریقے سے لکھ دیتے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: وہ کہتا ہے کہ پایہ تکمیل ہے پہلے تو بورنگ ہی لگا دینگے اس کے بعد دیگر پیسے release کر دینگے اگر یہ سول ورک ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے ایک حد تک تو کہتا ہے کہ اسکیم مکمل ہے پایہ تکمیل کو پہنچی ہے بعد میں پھر لکھا ہے دوسرا جملہ ہے کہ بورنگ کے لئے جھگڑا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب !please آپ ہمیں پریشان نہ کریں آپ صحیح پوزیشن بتا دیں کہ کیا پریشانی ہے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہ گزشتہ منسٹر صاحب کے سوالات اور ان کے جوابات کا سلسلہ ہے اور اس وقت جب ممبر صاحب نے سوال کیا تھا مجید خان ہمارے دوسرے دوستوں نے شاہد اسکیم کی وہ پوزیشن تھی ابھی اس کی پوزیشن ٹھیک ٹھاک ہے اور ٹھیک ٹھاک جواب دیا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! یہ اگر پرانا سوال ہے پرانا محکمہ ہے آپ سیکرٹری اسمبلی سے اور سیکرٹری پی ایچ ای سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ جو جواب دیا ہے انہوں نے کہ یہ کس طریقے سے لکھا ہے ایک جگہ کہتا ہے کہ complete ہوا ہے دوسری جگہ کہتا ہے کہ ابھی تک کام رکا ہوا ہے یہ ذرا آپ خود چیک کریں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ ہمارے ضلع میں سب سے بڑا مسئلہ جو ہے وہ ایک نالائق ایکسین

کی وجہ سے ہے یہ مولانا صاحب کو بھی پتہ ہے یہ ایک انتہائی کمزور اور نالائق قسم کا ایکسین بیٹھا ہوا ہے یہ خود بھی انہوں نے ابھی صبح مجھے بتایا ہے کہ میں اس کو ٹرانسفر کرنا چاہتا ہوں مگر یہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں جتنے بھی مسئلے ہیں ایک ایکسین کی وجہ سے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! اس جواب کے بارے میں آپ ذرا خود پتہ کریں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اصل اسکیم بحال ہے اور اس اسکیم میں اضافہ اور مزید اور توسیع کے لئے ہم نے دوسرے پروگرام میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

جناب اسپیکر: لیکن جو written میں غلطی ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): پچیس تو کلیئر ہے۔

جناب اسپیکر: یہ جو written میں غلطی ہے اس کا ذمہدار کون ہے جو جواب written میں دیا ہوا ہے مولانا باری صاحب! یہ جو written میں غلطی ہے آپ کی زبانی بات تو صحیح ہے سو فیصد لیکن جو written میں غلطی ہے ہاؤس کے سامنے۔۔۔۔۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): وہ خوامخواہ کتابت کی غلطی ہے کمپیوٹر کی غلطی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ کوئی لفظ کی غلطی نہیں ہے پورا فقرہ غلط ہے اگر کوئی لفظ کی غلطی ہوتی تو ٹھیک ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! یہ ہر فقرہ دوسرے کے متضاد ہے ایک میں مکمل ہے دوسرے میں کام جاری ہے تیسرے میں پیسے مانگیں گے ڈھونڈیں گے یہ کیا کہہ رہا ہے ہاؤس ہے اس کے سامنے اس طرح کا بیان تو نہیں کیا جاتا ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): پیسے مانگے ہیں ملے ہیں خرچ ہو رہے ہیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! میں وزیر موصوف سے یہ سوال تصیح کرنا چاہتا ہوں کہ بورنگ لگا ہے یہ پھر جواب دیں کیونکہ یہ کہا کہ بورنگ کے سلسلے میں معتبرین کا جھگڑا ہے ہمیں یہ بتا دیں کہ بورنگ لگا ہوا ہے یا نہیں لگا ہوا ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): کچکول صاحب! جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا اور انشاء اللہ ابھی بورنگ بھی ہوا ہے کام بھی جاری ہے میں آپ کو لے جاؤنگا اور میں آپ دونوں اس اسکیم کی visit کریں گے۔

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر صاحب! یہ کہہ رہے ہیں اگر جھگڑے کا فیصلہ ہوگیا ہے تو یہاں لکھنا چاہیے کہ جھگڑے کا فیصلہ ہوگیا ہے ابھی یہ مسئلہ نہیں ہے آپ نے خود یہ اٹھایا ہے کہ جھگڑا ہے ہم لوگ سمجھیں کہ کدھر جھگڑا ہے؟

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! یہ سوال کلیئر نہیں ہے یہ سوال انتہائی عجیب قسم کا جواب ہے مجھے خود سمجھ نہیں آرہا ہے اور آپ زبانی کچھ اور فرمارہے ہیں written میں کچھ اور ہے، جی۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): یہ مسئلہ خود بخود حل ہوجاتا اگر اس میں غور کریں نیک نیتی کے ساتھ اس کام کے مختلف مراحل ہیں جو مکمل ہے جس پر کام ہونا ہے فرمارہے ہیں کہ ہم کررہے ہیں اس کو اگر نیک نیتی ہو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے اس میں، کہ کام شروع ہوا تھا درمیان میں جھگڑا آیا کام رک گیا اتنا ابہام نہیں ہے جس کو بنایا جارہا ہے یہ نیت کا فرق ہے جی۔

جناب اسپیکر: شرودی صاحب! آپ پڑھ لیں اس کو۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): اس میں لکھا ہوا ہے جی کہ یہ اسکیم اگست ۲۰۰۱ء سے شروع ہوئی اور ۳۰/جون ۲۰۰۳ء پایہ تکمیل تک پہنچی اس کا یہ ایک مرحلہ ہے اس کے بورنگ کی کھدائی کا اس سلسلے میں کام ہوا ہے اس کے بعد اگلا مرحلہ ہے اس کا واپڈا سے تعلق ہے ٹرانسفارمر لگوانا ہے، جی یہ بتارہے ہیں کہ جس کی وجہ سے کمیونٹی کے ممبران اور علاقے کے لوگوں کے جھگڑے کی صورت میں کافی عرصہ کام رکا رہا اگلا مرحلہ ہے واپڈا کو ٹرانسفارمر اور کھمبوں کی مد میں ادائیگی کی جاچکی ہے اور اب یہ اس کا آخری مرحلہ ہے۔

جناب اسپیکر: شرودی صاحب! please آپ جذبات سے نہیں آپ ہوش سے کام لیں آپ ذرا پڑھ لیں ہم لوگ خواہ مخواہ میں الجھے ہوئے ہیں پریشان کیوں کررہے ہو اس کو۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): اس کے مختلف مراحل ہیں کام کے بتارہے ہیں منسٹر صاحب کہ آخری مرحلے میں ہے ابھی جاکر دکھلاتا ہوں کام آخری مرحلے میں ہے اب اس میں کونسی بات جھگڑے والی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر ۴۸۵ صحیح جواب آنے تک مؤخر کیا جاتا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: اگر کوئی ریسپشن تو ڈیپارٹمنٹ کو دیں۔

جناب اسپیکر: جناب محمد نسیم تریالئی صاحب اگلا سوال نمبر دریافت کریں جی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! جب سوال جواب مؤخر ہوگیا تو پھر میں اس اسکیم کو بھی ڈیفر کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): اسکیم کو بھی مؤخر کرتا ہوں۔

محمد نسیم تریالئی: اس میں جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں اگلا سوال نمبر دریافت کریں جی۔

☆۴۵۵ محمد نسیم تریالئی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) واٹر سپلائی اسکیم کلی ملک شادر خان ضلع قلعہ عبداللہ اور واٹر سپلائی اسکیم کلی حاجی جمعہ خان قلعہ عبداللہ ماچکہ کی تعمیری منصوبے بالترتیب کب منظور ہوئے ہیں تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا مذکورہ ہر دو اسکیمات فنکشنل ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): (الف) (i) واٹر سپلائی اسکیم کلی ملک شادر خان ۱۹۹۵ء۔۱۹۹۶ء میں محدود فنڈز مبلغ ۰۸ء املین روپے کی لاگت سے بنائی گئی۔ یہ کمیونٹی اسکیم ہے۔ مشینری کی خرابی کی وجہ سے جسکے محکمہ نے ٹینڈرز طلب کر لئے ہیں۔

(ii) واٹر سپلائی اسکیم ماچکہ کلی حاجی جمعہ خان قلعہ عبداللہ ۱۹۹۲ء۔۱۹۹۳ء میں بنی ہے۔ یہ کمیونٹی اسکیم ہے اس وقت اسکیم مشینری کی خرابی کی وجہ سے بند ہے۔ یہ اسکیم بھی چلانے کے لئے نئی مشینری کی ضرورت ہے جس کے لئے محکمہ نے ٹینڈرز طلب کر لئے ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا ہر دو اسکیمات فنکشنل نہیں ہیں۔ جن کی وجہ مشینری کی خرابی ہے۔ جس کے لئے ٹینڈرز طلب کئے جا چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری نسیم صاحب؟

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر! یہ تقریباً آپ اندازہ کرلیں کہ ایک اسکیم ۱۹۹۵ء۔۱۹۹۶ء سے بند پڑی ہوئی

ہے کہ کلی شادرخان کے لئے آپ نے کتنے پیسے رکھے ہیں مشینری اور ٹرانسفارمر کے لئے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! جیسے آپ کو پتہ ہے کہ نان فکشنل کے بارے میں۔۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب! please آپ لوگ ذرا ہاؤس کا خیال رکھیں یا اپنے چیمبر جا کر ادھر مشورہ کرلیں، جی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جیسے کہ آپ کو پتہ ہے کہ نان فکشنل یہاں میرے خیال میں تین سو اسکیمات بن چکی ہیں تو اس کے لئے کافی میں نے پیش رفت کی ہے اور انشاء اللہ یہ دو اسکیمیں ہمارے محترم ایم پی اے صاحب کے ملک شادرخان اور ماچکہ دونوں ہمارے فیز ا۔ فیز ۲ میں شامل ہیں اور ان کے لئے ٹوٹل لاگت ہم نے رکھی ہے کوئی دو ملین رکھا ہے ہم نے، میرے خیال جب ہم جواب دیتے ہیں ممبر صاحب سنتے بھی نہیں ہیں گپ شپ اور نقل میں شروع ہوتے ہیں۔

محمد نسیم تریالئی: (پشتو) مولئی صاحب لږ په تسلی جذباتی یئے خه۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے اس اسکیم کے لئے جو رقم مہیا کی گئی ہے وہ دو ملین ہے اور واقعی یہ دو اسکیمات مجھے پہلے بھی کسی نے بتایا تھا یہاں ہمارے نسیم صاحب کے حلقے میں ملک شادرخان اور ماچکہ وہاں پر پانی کی کرائسز بہت زیادہ ہے واقعی میں مانتا ہوں دو ملین میں نے مختص کیے ہیں اس کے لئے اور ہمارے ایم پی اے صاحب نے بھی شاید اس کے لئے کچھ فنڈ دیا ہے نئی مشینری کے لئے شاید اس کو پتہ ہے تو انشاء اللہ ہم یہ کام کر کے دکھائیں گے کہ آپ کے یہ دو انشاء اللہ، ہماری ترجیحات میں شامل ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے نسیم صاحب، جی۔

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر! یہ ہے کہ دو دفعہ اس کا ٹینڈر ہوا ہے ایک دفعہ ۱۹ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو ہوا ہے جس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا ہے اور دوسرا یہ ۲۴ ر جون کے جنگ اخبار میں اس کا ٹینڈر آیا ہے جو محکمے کی طرف سے اس کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا صرف یہ وعدہ دلادیں کہ یہ دو اسکیمات کب تک یہ مکمل ہو جائیں گی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہاں فلور پر میں نے کسی کے ساتھ وعدہ نہیں کیا نہ ہم

وعدے کے قائل ہیں البتہ یہ ہے کہ محترم ہمارے ایم پی اے صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ جب ہمارے پی سی ون میں آپ کی دواسکیمات شامل ہیں اور پی سی ون منظور بھی ہے کیونکہ وعدہ اس چیز پر ہوتا ہے جو قطعی ہوتا ہے اور سرکار کی جو چیزیں ہیں وہ قطعی نہیں ہیں امید سے چلتی ہیں ہمارا سسٹم ہماری اسمبلیاں ہماری حکومت کسی وقت بھی ادھر ادھر ہوسکتی ہے تو میں نے انشاءاللہ کرکے دکھانے کی بات کی تو انشاءاللہ یہ دواسکیمیں ہمارے پروگرام میں شامل ہیں۔

محمد نسیم تریالئی: پروگرام میں تو شامل ہے لیکن ٹینڈر جو ہے یہ محکمے کے پاس پیسے نہیں ہیں یہ ایم پی اے فنڈ کے ہیں احسان نہ کریں یہ ایم پی اے فنڈ کے ہیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں ممبر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جو ٹینڈر پہلے ہوا ہے یہ کس کے فنڈ سے اور میں جو بتا رہا ہوں کہ دوملین کے ہم۔۔۔۔۔۔

محمد نسیم تریالئی: وہ ٹینڈر پھر کہاں گئے وہ ٹینڈر آپ بتائیں کہ کیوں نہیں ہوا ہے۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): یہ ٹینڈر کس پروگرام میں، ڈیرہ میں ڈیمرک میں یا آپ کے ایم پی اے فنڈ میں ہوا ہے؟

جناب اسپیکر: جی۔

محمد نسیم تریالئی: یہ نان جوڈویلپمنٹ فنڈ ہے اس میں ہم لوگوں نے تجویز کی تھی ٹینڈر ہو چکا ہے مگر عمل درآمد نہیں ہوا ہے دوبارہ درمیان سے غائب ہوگیا ہے اب دوبارہ جو ہم لوگوں نے۔۔۔۔۔۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! یہ میں آپ کو تسلی دیتا ہوں کہ کوئی چیز غائب نہیں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

محمد نسیم تریالئی: تو آپ اس کا پتہ کرلیں ۱۹ ردسمبر ۲۰۰۳ء کا اخبار کا یہ ٹینڈر ہے کہ یہ کیوں نہیں ہوا ہے تقریباً چھ مہینے کے بعد ابھی تک نہ کسی ٹھیکیدار نے لیا ہے اور نہ اس پر کام ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا باری صاحب! آپ مزید اس پر۔۔۔۔۔۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! میری وہی بات ہے کہ یہ نان فنکشنل لسٹ میں شامل

ہے فیز۲ میں ابھی تک اس کا ٹینڈر میرے علم میں نہیں ہے اور اس کو ہم انشاء اللہ ابھی جام صاحب نے اور ٹریژری بنچز والوں نے وہ پی سی ون بھی منظور کیا ہے البتہ اس کا جو ٹینڈر ہے اس کا مجھے پتہ نہیں ہے کیونکہ اخبار پڑھنا اور تراشے سے سوال جواب نکالنا یہ میرا کام نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی اگلا سوال نمبر؟

محمد نسیم تریالئی: تو اس چیز کے لئے آپ کے approved شدہ وہ اسکیمات ہیں محکمے کی طرف سے۔

عبدالرحیم زیارتوال: اس میں پہلے ایک اسکیم کا ٹینڈر ہو چکا ہے اور آج تک اس اسکیم پر کام جاری نہیں ہے ہم اس دنیا کی باتیں کرتے ہیں جس سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے گورنمنٹ ختم ہو یا نہ ہو اس وقت آپ ہیں چھ مہینے میں جب ٹینڈر ہو گئے اس پر کام شروع کیوں نہیں کیا گیا ہے سیدھا سادہ جواب دیں کیا وجوہات ہیں کس وجہ سے یہ رکا ہوا ہے فنڈ ریلیز نہیں ہوا ہے ٹینڈر کیوں ہوئے اگر ٹینڈر ہوئے ہیں تو فنڈ کی ریلیز کیوں نہیں ہوا ہے اگر کسی نے لیا ہے تو کس وجہ سے وہ نہیں بنا رہا ہے تو سیدھا سادہ جواب ہے ٹیکنکل جواب ہوا کرتا ہے یہ دیتے نہیں ہیں زمین اور آسمان سے شروع ہو جاتے ہیں موصوف صاحب ہمارے بزرگ بھی ہیں۔اس کو کیا کہا جا سکتا ہے کیا کیا جا سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! یہ ٹینڈر آپ کے محکمے نے کیا ہے؟

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): نہیں جس نے کیا ہے میں نے نہ پڑھا ہے نہ اس وقت میں منسٹر تھا نہ اس وقت میرے پاس اس کا علم ہے البتہ میرا ایک اندازہ ہے اندازے کے طور پر یہ کہ نان ڈویلپمنٹ ہوتا ہے ہر محکمے میں شاید نان ڈویلپمنٹ میں اس اسکیم کا کوئی ٹینڈر نکلا ہے اور نان ڈویلپمنٹ کا آپ کو پتہ ہے کہ یہ شاہ صاحب بھی بیٹھا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! آپ تشریف رکھیں نسیم، آپ اس سوال کے متعلق ان کو چیمبر میں بلائیں جو اگر آپ کو پتہ نہیں ہے وہ آپ پتہ کر کے ان کو مطمئن کر دیں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! شاید ایم پی اے صاحب خود مطمئن ہے اطمینان سے نہیں بتا سکتے ہیں۔

محمد نسیم تریالئی: ٹینڈر چھ مہینے پہلے ہوا ہے ابھی تک ہم انتظار کریں تو یہ کس طرح مطمئن کریں گے ہمیں

صرف یہ بتایا جائے کہ یہ ٹینڈر دوبارہ پھر آیا ہے ۱۴؍ جون کو جو صرف ہم لوگوں نے ڈرواڈ پیکیج میں کچھ پیسے دیئے ہیں ٹینکی اور پائپ لائن کے لئے ہمیں چاہیے ٹرانسفارمر اور مشینری کے بغیر یہ واٹر سپلائی اسکیم بحال نہیں ہوگی نان ڈویلپمنٹ میں یہ ہم لوگوں نے تجویز کی ہے اگر آپ کے پاس پیسے ہیں تو بس اعلان کردیں کہ کل اس پر شروع۔۔۔۔۔۔

<u>مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای)</u>: اعلان جلسوں میں ہوتا ہے اعلان آپ کریں اسکیم میں دیتا ہوں۔

<u>محمد نسیم ترپالئی</u>: جناب اسپیکر! دو دفعہ پیسے آئے ہیں اس نے ہمیں ignore کیا ہے پہلی دفعہ بھی تیس لاکھ روپے آئے تھے نان ڈویلپمنٹ میں جس میں یہ دو اسکیم نظرانداز کردی گئی اب پھر آیا ہوا ہے مجھے پتہ ہے آپ دے رہے ہیں تو یہ دو اسکیمات ہیں دس سال سے لوگ پانی کے لئے ترس رہے ہیں تو یہ دے دیں اتنا مسئلہ تو نہیں ہے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: اوکے اگلا سوال۔

<u>☆ ۴۱۳ عبدالرحیم زیارتوال</u>: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صوبائی حکومت کن کن اداروں کے توسط سے صوبہ کے کن کن اضلاع کے زمینداروں سے ۱۰۰ کلوگرام گندم کتنے میں خریدتی ہے۔ نیز ۱۰۰ کلوگرام کی فی بوری آٹے کی بازاری قیمت بھی بتلائی جائے؟

<u>مولانا نور محمد (وزیر خوراک)</u>: محکمہ خوراک بلوچستان اندرون صوبہ ضلع نصیر آباد اور ملحقہ علاقوں سے خود بذریعہ پاسکو خریداری کرتا ہے جبکہ ضروریات کے مطابق پاسکو پنجاب / محکمہ خوراک پنجاب درآمد شدہ گندم کی خریداری کرتا ہے گزشتہ سال مرکزی حکومت نے ۱۰۰ کلوگرام گندم کی قیمت ۵۰/۷ روپے بغیر باردانہ مقرر کی تھی تاہم آئندہ سال کیلئے مرکزی حکومت نے یہ قیمت ۸۷۵/ روپے فی ۱۰۰ کلوگرام (بغیر باردانہ) مقرر کی ہے۔ جبکہ آٹے کی قیمت کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ملک بھر میں جزوی راشن بندی کا نظام ۱۶؍ اپریل <u>۱۹۸۷ء</u> کو مرکزی حکومت کے احکامات کے تحت یکسر ختم کردیا گیا ہے۔ اس نظام کے تحت عوام الناس کو راشن کارڈ / لسٹ کے تحت بذریعہ مجاز راشن ڈیلر (اے آر ڈی) ہر خاندان کو ماہانہ کوٹہ گندم فراہم کیا جاتا تھا راشن بندی rationing کے نظام میں محکمہ خوراک کو گندم آٹے کے اجراء اور قیمتوں پر مکمل عبور حاصل تھا اور گندم او آٹے کی تقسیم شفاف اور

منصفانہ طریقے سے ہو رہی تھی راشن بندی کے نظام میں ہر خاندان کو اس کا کوٹہ گندم آٹا علاقے کے قریبی اے آر ڈی سے وقت پر ملتا تھا اس نظام کے خاتمہ کے بعد سابقہ ڈیلران اے آر ڈی کو فیئر پرائس شاپ میں تبدیل کر دیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ فلور مل/چکی اور فیئر پرائس شاپس جتنی مقدار میں گندم طلب کریگی لیکن مقدار ۱۰۰ ابوری سے کم نہ ہو سرکاری گندم کا اجراء کیا جائیگا۔ راشن بندی کے نظام کے خاتمہ سے جن قوانین کے ذریعے یہ نظام لاگو تھا وہ تمام قوانین بھی معطل ہو گئے صوبہ بلوچستان میں راشن بندی کے خاتمے کا نظام de-rationing عملاً نافذ نہ ہو سکا۔ راشن بندی کے نظام کو ختم کرنے کا مقصد عوام کا سرکار پر انحصار ختم کرنا اور سبسیڈی (زرتلافی) کا خاتمہ کرنا تھا کیونکہ صوبہ بلوچستان وسیع رقبے دور دراز علاقوں پر مشتمل ہے اور گندم کی پیداوار میں بھی خود کفیل نہیں۔ مزید حکومت کو فی بوری ۱۰۰ اکلوگرام/۱۵۰ روپے سے ۲۰۰/ روپے تک سبسیڈی (زرتلافی) برداشت کرنا پڑتا تھا اس طرح راشن بندی کے زمانے کے مطابق مقررہ گندم/آٹا کا اجراء ہوتا رہا سال ۲۰۰۰ء میں کابینہ کے فیصلہ کے مطابق گندم کا اجراء صرف فلور ملوں اور چکیوں تک محدود کر دیا گیا مرکزی حکومت نے گندم کے اجراء کے لئے مندرجہ ذیل نرخ مقرر کئے ہیں:۔

۱۔ ماہ ستمبر، اکتوبر/۸۲۵ روپ فی ۱۰۰ اکلوگرام یا ۸۷۶/۵۰ روپے بمعہ بوری۔

۲۔ ماہ نومبر، دسمبر ۸۳۷/۵۰ روپے فی ۱۰۰ اکلوگرام یا/۸۸۹ روپے بمعہ بوری۔

۳۔ ماہ جنوری، فروری/۸۵۰ روپے فی ۱۰۰ اکلوگرام یا/۹۰۲ روپے بمعہ بوری۔

۴۔ ماہ مارچ، اپریل ۸۶۲/۵۰ روپے فی ۱۰۰ اکلوگرام یا/۹۱۵ روپے بمعہ بوری۔

فلور ملوں کو پسائی کے لئے/۱۱۰ روپے فی ۱۰۰ کلوگرام مقرر ہے اس طرح آٹے کی قیمتوں کا تعین درج کیا گیا ہے:۔

۱۔ ماہ ستمبر، اکتوبر ۹۸۶/۵۰ روپے فی ۱۰۰ اکلوگرام۔

۲۔ نومبر، دسمبر/۱۰۰۰ اروپے فی ۱۰۰ اکلوگرام۔

۳۔ ماہ جنوری، فروری/۱۰۱۲ اروپے فی ۱۰۰ اکلوگرام۔

۴۔ ماہ مارچ، اپریل/۱۰۲۵ اروپے فی ۱۰۰ اکلوگرام۔

عوام الناس کھلی مارکیٹ سے ضلعی انتظامیہ کے مقرر کردہ نرخ پر آٹا حاصل کرسکتے ہیں تاہم موجودہ حکومت نے عوام الناس کی سہولت کے لئے گندم اور آٹے کی تقسیم کو شفاف اور منصفانہ بنانے کے لئے تمام مل مالکان کو اپنے اپنے علاقے میں فیئر پرائس شاپ کھولنے کا پابند کیا ہے جبکہ چکی مالکان بھی فیئر پرائس شاپ کھولیں گے۔ جس میں اس گندم کا آٹا جو سرکار مہیا کرتی ہے سرکاری نرخوں پر فروخت کریں جسکی نگرانی کے لئے محکمہ خوراک اور ضلعی انتظامیہ کی ٹیمیں مقرر کی گئی ہیں جو اس تقسیم کو شفاف اور منصفانہ بنائیں گی اور باقاعدہ ریکارڈ رکھیں گی۔

تاہم صوبہ بلوچستان میں کھلی مارکیٹ میں آٹے کی قیمتوں کا تعین کا دارومدار پنجاب میں آٹے کی قیمتوں سے منسلک ہے کیونکہ محکمہ خوراک بلوچستان صوبے کی کل ضرورت کا ایک تہائی کا اجراء کرتا ہے اور بقیہ ضرورت یعنی دو تہائی پنجاب/سندھ سے آمدہ آٹے کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا کوئی ضمنی سوال؟

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! جو بنیادی طور پر میرا سوال ہے وہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت کن کن اداروں کے توسط سے ۱۰۰ کلوگرام گندم کتنے میں خریدتی ہے اور نیز ۱۰۰ کلوگرام آٹے کی قیمت بازار کیا ہے قیمت بھی بتلائی جائے۔ یعنی خریدنا اور پھر اس کی بازار میں قیمت جناب اسپیکر! انہوں نے لکھ کر دیا ہے کہ راشننگ تھا اور پھر راشننگ ختم ہوا ہے پھر فلانا ہوا پھر فلانا ہوا- اس کو چھوڑتے ہیں کہ کیسے ہوا کیوں ہوا اور کس نے ختم کیا ہمارا سیدھا سادھا سوال تھا کہ کتنے میں خریدتی ہے اور کتنے میں عوام کو فراہم کرتی ہے اور اس کے لئے ہم عوام کو کتنی سبسیڈی دیتی ہے یہ انہوں نے لکھا ہی نہیں ہے اور پھر لکھا ہے ماہ ستمبر اکتوبر آٹھ سو پچیس روپے ۱۰۰ کلوگرام یا آٹھ سو چھتر روپے بمعہ بوری۔ اگر آپ اس کو صفحہ نمبر نو پر پڑھیں اور فلور ملوں کو پسائی کے لئے ایک سو دس روپے فی ۱۰۰ کلوگرام۔ اس طرح سے آٹے کی قیمت کا تعین درج کیا گیا ہے ماہ ستمبر اکتوبر پتہ نہیں یہ کس سال کا ہے پھر نو سو چھیاسی روپے فی ۱۰۰ کلوگرام آپ کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے بازار میں ایک بوری تیرہ سو اور ساڑھے چودہ سو تک ملتی ہے پھر نومبر دسمبر، جنوری فروری اور مارچ اپریل کے ایک ہزار پچیس روپے فی ۱۰۰ کلوگرام ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی سپلیمنٹری کیا ہے؟

عبدالرحیم زیارتوال: میری سپلیمنٹری یہ ہے کہ ہم گندم بازار سے کتنے میں خریدتے ہیں اور گورنمنٹ کے طور پر اس کو کتنے میں فراہم کرتے ہیں؟ آٹے کی صورت میں ہم کتنے میں دیتے ہیں کتنے میں خریدتے ہیں اور اس پر سبسڈی کتنی دیتی ہے اور عوام کو کتنے میں فراہم کرتی ہے اور بازار میں اس کا ریٹ کیا ہے یہ سب کو پتہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب! عصر کی نماز کا وقت ہے۔

جناب اسپیکر: نماز آپ لوگوں نے نہیں پڑھی۔ اجلاس تو بہت لیٹ شروع ہوا دو سوال ہیں ہو جائیں ساڑھے پانچ بجے اجلاس شروع ہوا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): اجلاس تو لیٹ شروع ہوا اب نماز تو پڑھنا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): ٹھیک ہے اگر پھر نماز کے بعد۔

جناب اسپیکر: ابھی دو سوال ہیں اس کو فارغ کر دیں جلدی۔ جی مولانا صاحب جلدی۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب! ایک ہے اوپن مارکیٹ۔ اور ایک سرکاری ریٹ پہلے سال سرکاری ریٹ رکھا ہوا تھا سات سو پچاس روپے اس سال انہوں نے رکھا ہے آٹھ سو پچھتر روپے یہ مارکیٹ کے ریٹ ہیں اس میں سبسڈی اس کے مطابق ہوتی ہے کبھی ریٹ اوپر جاتے ہیں اور کبھی کم ہو جاتے ہیں سبسڈی پہلے ڈھائی سو روپے تھی اس سال سبسڈی ایک سو ستر روپے ہے یہ تو اوپن مارکیٹ ہے اوپن مارکیٹ میں ریٹ تو اوپر نیچے جاتے ہیں اس میں جو ضلع پنجاب کے نزدیک پڑتے ہیں وہاں سستا ملتا ہے اور جو دور ہوتے ہیں وہاں مہنگا ملتا ہے۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ جواب میں پڑھ لیں آٹے کی قیمت اوپن مارکیٹ میں۔ آپ اس کو پڑھ لیں شاید اس کا جواب اس میں آ جائے گا۔ صفحہ نمبر ۱۰ اس میں لکھا ہے کہ بلوچستان میں آٹے کی قیمت کا تعین پنجاب میں آٹے کی قیمت پر ہے۔ اس سے منسلک ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! میں یہ جاننا چاہتا ہوں اور یہ سوال پہلے بھی دو مرتبہ آیا ہے اب اس مرتبہ اس کا جواب ٹھیک ٹھاک طریقے سے آنا چاہئے اور ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ مطلب فی بوری محکمہ خریدتا ہے اور سرکاری ریٹ پر کتنے میں سپلائی اپنے عوام کو کرتے ہیں ہماری ضرورت ہے آٹھ لاکھ بوری سالانہ اور ہم محکمے سے کتنی بوری سبسیڈی ریٹ پر سپلائی کرتے ہیں اور وہ آگے کس کو ملتا ہے وہ ہمیں بتلائے۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب! پر سال جو محکمے نے خریدا ہے بیس لاکھ بوری تھی اور اس سے پہلے جو گوداموں میں پڑی تھی وہ پہلے کی بات تھی میرے خیال میں وہ ۲۰۰۱ء۔۲۰۰۲ء کی تھی یہ سارا محکمے نے لوگوں کو دے دی اس میں ہر مہینے کا لکھا ہوا ہے جواب میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اس کو وہ پڑھ لے۔ انشاء اللہ اس کو معلوم ہو جائے گا۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! جو آنریبل منسٹر سے سوال کیا گیا ہے اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلوچستان میں کن کن اضلاع سے پاسکو یا محکمہ فوڈ گندم خود کتنا خریدتا ہے اس میں انہوں نے صرف نصیر آباد کا دیا ہے اور اس سے ملحقہ علاقوں کا۔ اور دوسرے اضلاع کا ذکر نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہوا بلوچستان کے دوسرے جتنے بھی اضلاع ہیں وہاں پر گندم نہیں ہے یا جان بوجھ کر وہاں سے خریداری نہیں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): ضلع نصیر آباد میں محکمہ یا پاسکو والے خرید لیتے ہیں باقی اضلاع میں اتنی گندم نہیں ہوتی ہے اس میں بمشکل زمیندار خود کفیل ہو جاتے ہیں وہ بیچتے نہیں کسی ضلع میں۔

جناب اسپیکر: آپ کھل کر بتائیں کہ آپ کا سوال کیا ہے؟

عبدالرحیم زیارتوال: جی میں کھل کر بتاتا ہوں کہ ۱۰۰ کلوگرام کی ایک بوری حکومت کتنے میں خریدتی ہے اور اپنے عوام کو اس وقت کتنے میں دیتی ہے؟

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب! آج کا بتا دیں۔ کتنے کے آپ خریدتے ہو۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): وہ تو میں نے پہلے بتا دیا ہے ڈھائی سو روپے پہلے محکمہ عوام کو سبسیڈی دے رہا تھا اس سال جو ہے ایک سو ستر روپے ہے یہ کونسا الگ سوال ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا نور محمد صاحب! ذرا سنجیدہ ہو جائیں یہ گپ شپ کی بات نہیں ہے محترم یہ پوچھ رہا ہے کہ اس وقت گندم کتنے میں فی بوری خریدتے ہو اور پبلک کو کس ریٹ پر دیتے ہو۔ سبسڈی کی بات چھوڑو پوری گندم کی بوری کا بتاؤ۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): میں نے بتایا ہے آٹھ سو پچھتر روپے فی بوری نرخ رکھا ہوا ہے تو میں اس مرتبہ پاسکو والوں کے پاس پنجاب گیا ہوا تھا ان سے ہم گندم خرید کر لیں گے پھر اس حساب سے سبسڈی عوام کو دیں گے پچھتر روپے سے ڈیڑھ سو روپے تک ہے۔ اگر مہنگا پڑ گیا تو سبسڈی زیادہ ہوگی اگر سستا پڑ گیا تو سبسڈی کم ہوگی۔

جناب اسپیکر: یہ ریٹ عوام کے لئے مقرر کئے ہیں؟ رند صاحب آپ تشریف رکھیں جی رحیم صاحب! آپ سمجھ گئے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! آپ لوگوں میں سے اگر کوئی اسکی بات کو سمجھا ہے تو میں بھی سمجھ چکا ہوں۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): آپ سوال کریں میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

عبدالرحیم زیارتوال: میں بالکل سوال کرونگا لیکن آپ جواب دیں وقت ضائع نہ کریں اس وقت بھی ہمارا محکمہ خوراک لوگوں کو گندم مہیا کرتا ہے آٹا مہیا کرتا ہے ٹھیک ہے جناب! اگر یہ مہیا کر رہا ہے اس وقت موجودہ پوزیشن میں جون کے اس مہینے میں تو فی بوری ہمارے عوام کو گورنمنٹ کی طرف سے کتنے میں پڑ جاتی ہے اور بازار میں اس کا ریٹ کیا ہے

مولانا عبدالباری (وزیر پی ایچ ای): جناب اسپیکر! اس سلسلے میں میں تھوڑی وضاحت کروں میرا خیال میں ریٹ جو مقرر ہوتا ہے ہر ڈسٹرکٹ میں یہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا کام تھا اس وقت بھی میں منسٹر تھا ابھی جو ریٹ مقرر کرتا ہے دکانوں کو جو نرخ دیتا ہے یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے پراونشل گورنمنٹ کا کام نہیں ہے میرے خیال میں آسان ہے نرخ مقرر کرنا صوبائی حکومت کا کام نہیں ہے کہ وہ نرخ مقرر کریں۔

جناب اسپیکر: مولانا باری صاحب! آپ تشریف رکھیں اپنے اپنے محکموں کے جوابات صحیح نہیں دے رہے ہیں ہمیں تکلیف میں مت ڈالو۔ (اپوزیشن کے ارکان ڈیسک بجائے)

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر صاحب! یہ گندم کی قیمت پر منحصر ہے کبھی قیمت گرتی ہے کبھی قیمت اٹھتی ہے میں اس پر عرض کرتا ہوں کہ مدرسے میں کوئی طالب علم سے سوال کرنے آیا کہ آپ لوگ پڑھتے نہیں ہیں زرا یہ بتائے کہ اس تالاب میں پانی کتنا ہے اس نے کہا کہ یہ سوال مشکل نہیں ہے آپ پیالے کا مقدار بتائے کہ پیالہ بڑا ہے یا چھوٹا ہے اگر اس تالاب جتنا بڑا پیالہ ہے تو اس میں ایک پیالہ پانی اور اگر اس کے آدھے جتنا ہے پھر دو پیالے اور اگر چھوتائی جتنا ہے تو پھر چار پیالے ہے مولانا فرماتے ہیں کہ یہ ادھر کے نرخون پر ہے اگر وہاں سے گندم مہنگی آتی ہے تو پھر یہاں اسی قیمت پہ دیتے ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! وہ تو سبسیڈی کی بات ہے وہ تو صحیح ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر صاحب! اسکو کہہ دیں کہ اس فلور پر یہ لوگ صحیح جواب دیں اگر جواب نہیں ہے اور اس فلور میں بھی یہ لوگ جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا نور محمد صاحب! آپ جواب دیں۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب اسپیکر صاحب! اس وقت چار مہینے سے مرکزی گورنمنٹ نے پابندی لگائی ہوئی ہے چار مہینے میں کسی کو ایک ٹیڈی بھی نہیں دے سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! گندم کی بات کرو۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب اسپیکر! میں پاسکو کے پاس گیا ہوں اب اسکا جو نرخ ہے جو اس پہ خرچہ ہو جاتے ہے وہ ہمیں بھیج رہا ہے جب مجھے بھیج دیا تو معلومات کر کے میں اسکو دے دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی اکبر مینگل صاحب!

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! میرے خیال میں زیارتوال صاحب! یا مولانا نور محمد صاحب کا مسئلہ نہیں ہے یہ مسئلہ بلوچستان اور پنجاب کا ہے پنجاب کی طرف سے گندم کی فراہمی کو بند کیا گیا ہے اس سلسلے میں ہمارے مولانا واسع صاحب کا بیان آیا تھا کہ اگر ہماری گندم کی فراہمی کو روکا گیا تو ہم اسکی گیس کو بند کر دیں گے یہ میرے خیال میں بہت اچھا فیصلہ تھا ہم اس پر ان کے بھرپور ساتھ دیتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر صاحب! بنیادی بات یہ ہے کہ اس وقت بھی ہماری صوبائی حکومت

مولانا صاحب اپنے اسٹاف میں سے عوام کو دولاکھ بوری ایک لاکھ بوری یا جو بھی تعداد ہے یہ مہیا کرتے رہے ہیں کتنی مہیا کرر ہے ہیں اور کس مد میں مہیا کرر ہے ہیں اس وقت بھی ہمارے پاس گندم ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب اسپیکر! اس وقت ہمارا ٹارگٹ ۳۰ لاکھ بوری کا ہے ہمیں اجازت ملی ہے کابینے سے کہ ۳۰ لاکھ بوری ہم خرید رہے ہیں اور اسکی جو قیمت ہے ۸۷۵/ روپے فی بوری۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! گندم کی قیمت یا قیامت ہم لوگ ڈر گئے کہ قیامت آرہی ہے۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب اسپیکر صاحب! قیمت لیکن جناب اسپیکر صاحب! قیامت بالکل ہمارے دماغوں سے نکلی ہوئی ہے۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر! واقعی موجودہ مہنگائی میں یہ قیمت نہیں قیامت ہے بڑی اچھی بات کی مولانا صاحب نے۔

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر صاحب! یہ ہمارے علاقے میں گندم نہیں دیتا صرف اپنے علاقے کو مہیا کرتا ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ مولوی نور محمد صاحب! رحیم صاحب بتا رہے ہے کہ اس وقت ایک لاکھ یا دولاکھ گندم کی بوری آپ کے ساتھ پڑی ہوئی ہے اس کو آپ کس قیمت میں بیچ رہے ہیں؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): ہمارے پاس اس وقت کوئی گندم نہیں ہے ہمارے پاس اس وقت دولاکھ بوری پڑی ہے گداموں میں لیکن میں کسی کو دو مہینے تک نہیں دونگا۔

جناب اسپیکر: یعنی آپ نہیں دے رہے ہوا گلا سوال جناب کچکول علی ایڈووکیٹ۔

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر! اس نے خود تسلیم کیا کہ یہاں کوئی گندم موجود نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی عصر کی نماز پڑھتے ہیں میرے خیال میں دو question رہتے ہیں اسکو وقفے کے بعد کر لیتے ہے ٹائم بہت کم ہے اور اب اجلاس کی کارروائی مغرب کی نماز کے لیے وقفہ کرتے ہیں۔

اجلاس کی کارروائی ۶ بجکر ۵۵ منٹ پر مغرب کی نماز کیلئے ملتوی ہوگیا۔

(اجلاس دوبارہ ۸ بجکر ۲۰ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب کچکول علی ایڈوکیٹ صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں ۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! ایک بات کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں اسی اسمبلی میں وزیراعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ایک تحریک ہم نے پیش کی تھی کہ ہمارے چند۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: بلیدی صاحب! یہ باتیں آپ پھر سوالات کے بعد کریں ۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں ۔

جناب اسپیکر: مولانا نور محمد صاحب جدھر بھی ہیں وہ ہاؤس کے اندر آجائیں مولانا نور محمد صاحب کو کال کیا جائے جی کچکول صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں ۔

☆۵۹۶ کچکول علی ایڈووکیٹ: (مورخہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۸ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ)

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

دسمبر سال ۲۰۰۲ء سے تاحال محکمہ خوراک میں گریڈ ا تا گریڈ ۱۶ کے ملازمین کی کل کسقدر تقرریاں عمل میں آئی ہیں ملازمین کے نام بمعہ ولدیت لوکل/ڈومیسائل اور مختص کوٹہ کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): سال ۲۰۰۲ء سے تاحال گریڈ ا تا ۱۶ پر کوئی بھرتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی سپلیمنٹری ہے؟

کچکول علی ایڈووکیٹ: نہیں ہے سر۔

جناب اسپیکر: او کے اگلا سوال جناب کچکول علی صاحب ۔

☆۵۹۷ کچکول علی ایڈووکیٹ: (مورخہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۸ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ)

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صوبہ کے تمام اضلاع کیلئے گندم کا سالانہ کوٹہ کسقدر مقرر ہے ضلع وار تفسیل دی جائے نیز جنوری ۲۰۰۳ء سے تاحال مختلف اضلاع کو فراہم کی گئی گندم کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق بلوچستان کی آبادی ۶۶،۸۱،۰۰۰ جبکہ افغان مہاجرین کی آبادی ۳،۱۷،۵۰۰ نفوس ہیں جس کیلئے یکساں اسکیل ۱۲۴ کلوگرام گندم فی یونٹ سالانہ

کے حساب سے ۸،۸۴،۰۰۰ میٹرک ٹن سالانہ یا ۲۷،۰۰۰ میٹرک ٹن ماہانہ کے حساب سے کوٹہ مقرر ہے جبکہ کھلی مارکیٹ میں پنجاب/سندھ سے آٹے کی فراہمی کے باعث محکمہ خوراک کے گوداموں سے گزشتہ تین سالوں کے دوران ضرورت کے مطابق اوسطً ۲،۵۰،۰۰۰ میٹرک ٹن سے ۳،۰۰،۰۰۰ میٹرک ٹن گندم سالانہ جاری کی جاتی رہی ہے۔ملوں چکیوں کو جو گندم جنوری ۲۰۰۳ء تا حال جاری کی جاتی رہی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ماہانہ مقررہ کوٹہ گندم اور گزشتہ تین سالوں میں اوسطاً ماہانہ اجرء گندم۔

نمبر شمار	گوداموں کے نام	ماہانہ مقررہ کوٹہ	(۲۰۰۰ء، ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۲ء میں اوسطاً ماہانہ اجراء	۲۰۰۳ء تا حال اجراء کردہ گندم
۱	کوئٹہ	۱۹۵۰۰	۱۰۶۹۴	۱۲۳۱۹۵
۲	پشین	۳۴۵۲	۲۶۸۱	۱۹۲۰۴
۳	چمن	۳۶۷۶	۵۴۱	۱۷۶
۴	ژوب	۲۲۲۴	۸۶۸	۷۷۳۶
۵	مسلم باغ	۱۷۴۳	۳۶۸	۵۰۰۱
۶	لورالائی	۲۸۳۳	۴۵۲	۵۵۸۳
۷	دکی	۸۰۰	۲۲	۲۲۳
۸	بارکھان	۸۰۰	۲۶	---
۹	موسیٰ خیل	۱۰۶۵	۶۶	۸۱۰
۱۰	نوشکی	۱۵۰۰	۵۳۹	۳۸۶۵
۱۱	دالبندین	۵۸۸	۱۸۸	۳۰۸
۱۲	سبی	۱۷۰۴	۶۱۹	۱۰۱۱۷
۱۳	ہرنائی	۶۰۰	۱۸	---

۱۴	مچھ	۲۵۰	۱۰	---
۱۵	ڈیرہ مراد جمالی	۲۸۲۲	۲۲۸	۱۹۸۸
۱۶	ڈھاڈر	۲۲۸۶	۹۶	۸۰۰
۱۷	بختیار آباد ڈومکی	۸۳۶	۳۶	۷۷
۱۸	ڈیرہ اللہ یار	۱۶۳۸	۱۱۴	۲۹۷۱
۱۹	اوستہ محمد	۱۷۴۹	۶۳۱	۷۵۶۲
۲۰	کوہلو	۵۹۰	۶۱	۴۷۵
۲۱	ڈیرہ بگٹی	۱۲۷۹	۸۰	۱۲۵۳
۲۲	کاہان	۲۱۲	۹	۸۴
۲۳	قلات	۱۱۷۰	۲۵۴	۴۷۷
۲۴	سوراب	۷۲۷	۲۵۷	۱۰۰۲
۲۵	مستونگ	۱۳۱۶	۱۰۰۹	۴۶۰۶
۲۶	خضدار	۴۱۶۲	۶۵۳	۱۲۶۲۶
۲۷	آواران	۹۲۰	۸۵	۵۰۰
۲۸	بیلہ	۷۹۱	۸۰	۵۸
۲۹	اوتھل	۳۴۰	۴۷	۶۵
۳۰	حب	۱۳۹۰	۶۵۳	۴۰۷۶
۳۱	خاران	۱۰۰۰	۲۱۹	۳۹۱۳
۳۲	واشک	۱۸۰	۲۷	---
۳۳	بسیمہ	۳۰۰	۵۴	---
۳۴	لادگشت	۱۰۸	۴۵	۱۴۸

۳۵	تربت	۳۱۸۸	۷۷۲	۵۳۵۳
۳۶	پنجگور	۱۸۳۲	۲۸۸	۳۱۰۹
۳۷	پسنی	۴۵۵	۸۵	۱۸۸۱
۳۸	گوادر	۶۶۳	۱۳۱	۲۰۵۹
۳۹	جیوانی	۱۶۵	۳۱	---
۴۰	اورماڑہ	۱۵۷	۴۲	۲۲۹
۴۱	تمپ	۳۴۰	۳۶	۵۴۰
۴۲	مند	۳۱۴	۲۵	۷۷۰
۴۳	بلیدہ	۲۳۵	۶۲	۸۳
۴۴	سائیلوز کوئٹہ	---	---	---
	ٹوٹل	**۷۲۲۴۹**	**۲۴۰۰۷**	**۲۳۲۹۲۳**

جناب اسپیکر: جی مولانا نور محمد صاحب!

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: مولانا صاحب! آپ ہمیں یہ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے کچھ علاقوں میں بہت مقدار میں گندم دی ہے یہاں بارکھان ، ہرنائی ، مچھ ، واشک اور جیوانی یہ سارے زیرو ہیں ان کی وجوہات کیا ہیں؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب! دو سال پہلے جو دیا ہوا ہے اس میں میرے خیال میں بارکھان کو ۲۶ ٹن دیا ہوا ہے وہ بھی لوگوں نے نہیں اٹھائی وہاں پہ گندم تھی جس جس گودام کو ہم نے نہیں دیا وہ اس لیے کہ وہاں پر ضرورت نہیں تھی اور جہاں جہاں ضرورت تھی ان کو ہم نے دی ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: او کے کچکول صاحب!

کچکول علی ایڈووکیٹ: آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ ماہ رواں میں آپ نے کتنے گندم بھیج دیئے ہیں ہر ضلع میں

یہ بتا سکتے ہیں؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب والا! مئی، جون، جولائی اور اگست ان چار مہینوں میں اس پہ پابندی ہے میں نے کسی کو نہیں دیا ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے ۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: یہ پابندی وفاقی حکومت نے لگائی ہے یا آپ نے؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): یہ پابندی وفاقی حکومت نے لگائی ہے اور یہ ہر سال ایسے ہوتے ہے جب نئے پارسل ہو جاتے ہیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: کیا آپ کے محکمے کو۔۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! آپ کی تین تو ضمنی ہو گئی۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! کچکول صاحب نے بہت پوچھ لیا ہے منسٹر صاحب سے مجھے بھی پوچھنے دیں آنریبل منسٹر صاحب سے یہ جو اجراء کا منسٹر صاحب نے ہمیں جو ڈیٹیل دی ہے ہمیں اس میں مچھ کے لیے دس ٹن ہیں دس بوریاں ہیں کیا چیز ہے؟ ہمیں سمجھ میں نہیں آرہی ہے اس میں کچھ لکھا بھی ہے وہاں پر۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب یہ دس ٹن ہیں۔

جناب اسپیکر: ۱۰ ٹن ہیں اوکے وقفہ سوالات ختم۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! یہ جو کہا جارہا ہے یہاں میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں ہرنائی وہاں پہ آپ کی گندم کا بہت بڑا گودام بھی موجود ہے اور یہاں جو آپ گندم دے رہے ہیں سبسیڈی ریٹ پہ ایک بوری بھی نہیں دی ہے اور وہ خود کفیل بھی نہیں ہے پنجاب سے مہنگا آٹا لے رہے ہیں ان کو گندم نہیں دے رہے ہیں کیونکہ میرا حلقہ ہے تو جناب اسپیکر! جہاں پہ یہ زیرو زیرو دیا ہوا ہے یا جن کو کم ملا ہے اگر وہ لوگ مانگ رہے ہیں اور آپ نہیں دے رہے ہیں اور پھر کہتے ہو کہ وہ خود کفیل ہے یہ بات تو غلط ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب ہرنائی کو چیک کریں؟

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جناب اسپیکر! میں نے چیک کیا ہوا ہے جناب زیارتوال صاحب نے آج تک مجھ سے مطالبہ نہیں کیا کہ ہمارے حلقے میں گندم نہیں ہے ہمیں گندم دیا جائے۔

جناب اسپیکر: ابھی تو اس نے بتا دیا۔

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): جی ہاں ابھی اس نے بتا دیا اور میں نے اس وقت بھی ہر نائی والوں کو یہی کہا کہ آپ سبی سے گندم اٹھائیں گے لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ہم سبی سے نہیں اٹھائیں گے ہم کوئٹہ سے لے لیں گے لیکن کوئٹہ میں ہمارے ساتھ راشن کم تھا۔

جناب اسپیکر: اوکے وقفہ سوالات ختم اب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواست پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): محترمہ آمنہ خانم ممبر اسمبلی ذاتی مصروفیات کی بنا پر تمام سیشن کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

جناب کچکول علی صاحب اپنی تحریک التوا نمبر ۱۱۹ پیش کریں۔

جان محمد بلیدی: جناب والا! ہم نے کچھ خدشات کا اظہار کچھ دن پہلے اس ایوان میں کیا تھا اس اسمبلی میں کہ حکومت ہمارے قائدین کے خلاف نیشنل پارٹی کے قائدین کے خلاف اور دیگر قوم پرست پارٹیاں جو یہاں ان کے خلاف بلا جواز ایف آئی آر درج کر کے جھوٹے مقدمات قائم کر رہی ہے اور ان کو خواہ مخواہ دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنی جدوجہد سے اپنے حقوق سے دست بردار ہوں یہاں ہمیں اس بات کی باقاعدہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ بلوچستان کے جن لیڈروں کے خلاف ایف آئی آر درج ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا ہے۔

جان محمد بلیدی: جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے اس کو واپس لی جائے گی لیکن اس کے باوجود ہمارے ان رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں یہ بہت۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور جو ڈاکٹر مالک ہیں وہ اس اسمبلی کے ممبر رہے ہیں اور۔ مائیک بند کر دیا۔

جناب اسپیکر: جان محمد بلیدی صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا ہے۔ نہیں کچکول صاحب جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جان محمد بلیدی صاحب جو بات فرما رہے ہیں جناب اسپیکر! لاہور سے ایک شخص اٹھتا

ہے ہمارے بلوچ، پٹھان، سندھی اور سرائیکی ہمارے نیشنلسٹ کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کرا دیتا ہے اور ہائی کورٹ اس کو لے لیتا ہے کہتا ہے آپ آئیں پیش ہو جائیں یعنی اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان محکوم قوموں کے لیڈر شپ کے خلاف اس قسم کا ہائی کورٹ میں وہ درج کرے اور اس قسم کا ان کو بلا وا دے تو ہم ان کے اس اقدام کی مذمت کرتے ہیں اور یہ پنجاب کی بالادستی کی یہ نشانی ہے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> او کے زیارتوال صاحب! اس پوائنٹ آف آرڈر کی کوئی تشریح کرے کچکول صاحب یا جمالی صاحب اس کی مزید وضاحت آپ کریں گے؟ میں رولز کی بات کر رہا ہوں اس کے لئے آپ کوئی تحریک جمع کرتے اس کے لئے کوئی طریقہ اور بھی ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر اس کا نہیں بنتا ہے۔ شاہ زمان رند جی!

<u>شاہ زمان رند:</u> جناب! میں نے پچھلے اسمبلی کے اجلاس میں میں نے بارہ تحریک التوا جمع کرائے اور وہ مؤخر کر دیئے گئے پتہ نہیں وہ کس وجہ سے ٹیبل نہیں ہوئی اہم مسئلے پر میری تحریک التوا تھی اور جو آج پی ایچ ای کے جو سوالات تھے تو میرے بھی اس ضمن میں خصوصی سوالات بھی تھے تو اس میں میں نے آج تک یا بلوچستان کے کوئی لوگ اور چمن کے لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ان کو جتنا پانی ملنا چاہئے لیکن پندرہ ملین روپے چمن کے لئے رکھے گئے میں نے آج تک کسی اخبار کسی سٹیٹمنٹ میں نہیں دیکھا کہ وہاں پانی کے مسائل ہیں لیکن اس کے علاوہ جناب! وہاں۔۔۔۔ مائیک بند کر دیا۔

<u>جناب اسپیکر:</u> آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا ہے۔ یہ بات آپ کی صحیح ہے باقی تقریر آپ چھوڑیں۔ آپ کی کوئی کارروائی ریکارڈ نہیں ہو رہی ہے او کے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب کچکول علی صاحب اپنی تحریک التوا نمبر ۱۱۹ پیش کریں۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب والا! ہمارے دوست جان محمد بلیدی صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا ہم نہ کوئی چور ہیں نہ ڈاکو ہیں نہ قاتل ہیں سیاسی ورکر ہیں ہم سوسائٹی کی فلاح کے لئے ڈاکٹر مالک اور ولی کاکڑ یا۔۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر:</u> کچکول صاحب! آپ نے یہ کہاں سے شروع کیا ہے؟

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب والا! ہمارے بڑے لیڈر بند ہیں اور آپ کے لیڈر بند ہو جائے تو پھر آپ

کو پتہ چل جائے گا اس کی کیا اہمیت ہے۔

جناب اسپیکر: میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ اچھا ہوا ہے یا برا ہوا ہے یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر اس لئے ہے کہ ہم لوگوں کے اس وقت مائیک بند کر دیئے کارروائی ریکارڈ نہیں ہوئی۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب آپ رولز کے مطابق بولیں آپ باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(اس موقع پر حزب اختلاف والے واک آؤٹ کر گئے)

جناب اسپیکر: تحریک التوا نمبر ۱۱۹ اور ۱۲۰ پیش نہیں ہوئی لہذا تحاریک نمٹائی گئیں۔

قانون سازی

جناب اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان اسمبلی کے ارکان کے مشاورات و مواجبات کا ترمیمی مسودہ قانون صدرہ ۲۰۰۴ء پیش کریں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! میں اسمبلی کے ارکان کے مشاورات و مواجبات کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۴ء پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان اسمبلی کے ارکان کے مشاورات اور مواجبات کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۴ء پیش ہوا۔

وزیر قانون مسودہ نمبر ۶ مصدرہ ۲۰۰۴ء کے متعلقہ اگلی تحریک پیش کریں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کے ارکان کے مشارات اور مواجبات کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۴ء بلوچستان اسمبلی کے قوائد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قائدہ ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ بلوچستان اسمبلی کے ارکان کے مشارات اور واجبات کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۴ء کو بلوچستان اسمبلی کے قوائد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قائدہ ۸۴ کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

سرکاری قرارداد حافظ حمد اللہ وزیر صحت، جناب محمد اکبر مینگل، جناب رحمت علی بلوچ، محترمہ فرح عظیم شاہ اور ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر ۲۱ پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر ۲۱

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): قرارداد یہ ہے کہ ہرگاہ کہ دولت مشترکہ میں پاکستان کی رکنیت کی بحالی پر مسرت خبر کے ساتھ ایک انتہائی مستحسن اقدام بھی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن کے آئینی تقاضوں اور قواعد وضوابط نیز رکنیت کیلئے مطلوبہ فیس کی ادائیگی کا پابند رہتے ہوئے مذکورہ تنظیم کی ایگزیکٹیو کمیٹی سے متفقہ طور پر دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن میں اس ایوان کی رکنیت کی بحالی کا مطالبہ کرتا ہے۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش ہوئی یہ ہے کہ ہرگاہ کہ دولت مشترکہ میں پاکستان کی رکنیت کی بحالی پر مسرت خبر کے ساتھ ایک انتہائی مستحسن اقدام بھی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن کے آئینی تقاضوں اور قواعد وضوابط نیز رکنیت کیلئے مطلوبہ فیس کی ادائیگی کا پابند رہتے ہوئے مذکورہ تنظیم کی ایگزیکٹیو کمیٹی سے متفقہ طور پر دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن میں اس ایوان کی رکنیت کی بحالی کا مطالبہ کرتا ہے۔ آیا قرارداد کو منظور کی جائے؟ (قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۲۳ / جون ۲۰۰۴ء شام پانچ بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی ۸ بجکر ۴۰ منٹ پر اختتام پذیر ہوئی)